ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور




# بنام چیف جسٹس حکومت بنو عباس

اظہارِ حق میں کسی کی پرواہ نہ کرنا خواہ وہ سلطان ہی کیوں نہ ہو۔ اگر کوئی شخص دین میں کسی بدعت کا موجد ہو رہا ہو تو اعلانیہ اس کی غلطی بیان کر دینا خواہ وہ شخص کتنے ہی جاہ و جلال کا مالک ہو کیونکہ اظہارِ حق میں خدائے تعالیٰ تمہارا معین و مددگار ہو گا اور اپنے دین کا حامی و محافظ۔ اگر تم ایسا کرو گے تو لوگوں کو دین میں رخنہ اندازی کی جرأت نہ ہو گی اور وہ تمہارے اظہارِ حق سے بھی خائف رہیں گے خود بادشاہ سے کوئی نامناسب اور دین کے خلاف حرکت صادر ہو تو صاف کہہ دینا کہ عہدۂ قضا کے لحاظ سے میں آپ کا مطیع ہوں لیکن غلطی پر آپ کو مطلع کرنا میرا فرض ہے۔ (حضرت الامام ابو حنیفہ قدس سرہٗ)

# شمعِ قرآنی

حافظ محمد ظہور الحق ظہور

خدائے مہرباں کا آخری پیغام ہے قرآں
غلامانِ محمدؐ کیلئے انعام ہے قرآں

یہ وہ نعمت ہے قاسم جس کے محبوبِ خدا آئے
یہ وہ کوثر ہے ساقی جس کے ختم الانبیاء آئے

یہ وہ نسخہ ہے جس سے مُردہ قومیں زندگی پائیں
دلوں میں جس سے نور آئے نگاہیں روشنی پائیں

ھُدًی لِلنّاس قرآنِ مُبیں، نورِ خدا کہیے
اسے تنزیل ربّ العالمین، جامِ صفا کہیے

بدل دیتا ہے یہ بغض و عداوت کو محبّت سے
ضعیفی بزدلی کو، استقامت سے، شجاعت سے

یہی منہاجِ سنت، جادہ حق، راہِ جنّت ہے
یہی عینِ ہدایت ہے، یہی گنجِ سعادت ہے

غذائے رُوحِ مومن، داروئے دردِ مسلماں ہے
یہی دُنیا کی دولت ہے، یہی عقبیٰ کا ساماں ہے

یہی وہ ذکر ہے جس کی حفاظت حق نے فرمائی
یہی وہ نور ہے جس سے جہاں میں روشنی آئی

اسی بارانِ رحمت سے گلستاں میں بہار آئی
یہی قرآن بن کر نصرتِ پروردگار آئی

یہ منشورِ محمدؐ ہے یہ ہے دستورِ ربّانی
اسی پر دو جہاں میں ہے فلاحِ نوعِ انسانی

جو بزمِ زندگی میں شمعِ قرآنی جلائے گا
وہی دُنیا و عقبیٰ میں ظہور آرام پائے گا





۱۶ رمضان ۹۹ھ ٭ ۱۰ اگست ۷۹ء

جلد ۲۵ ٭ شمارہ ۶


اس شمارے میں




رئیس الادارہ

پیر طریقت حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مدیر منتظم : میاں محمد اجمل قادری

مدیر : محمد سعید الرحمٰن علوی

بدل اشتراک: سالانہ ۶۰/۰ روپے ، ششماہی ۳۰/۰ روپے ، سہ ماہی ۱۵/۰ روپے ۔ فی پرچہ ۱/۵۰ روپیہ


# ایں چہ بوالعجبی است

سلطان الہند، محی الدین حضرت غازی اورنگ زیب عالمگیر رحمہ اللہ تعالیٰ کی مسجد کے پہلو میں واقع بازار جو غالباً وطن عزیز میں بدکاری و عصمت فروشی کا سب سے بڑا اڈہ ہے ایک مسلم ملک کے حکمرانوں اور رعایا کے منہ پر زبردست طمانچہ ہے وہ ہزاروں واردین و صادرین جو شاہی مسجد اور اس سے ملحقہ قلعہ دیکھنے آتے ہیں وہ جب ان دو عظیم عمارات کے پہلو بہ پہلو اس مرکز فسق کو دیکھتے ہیں تو انگلیاں دانتوں میں دبائے زیر لب ہماری غیرتِ ملّی کا ماتم کرتے ہیں لیکن ہم ہیں کہ ۳۲ سال کے بعد اس قابل نہیں ہو سکے کہ گناہ اور برائی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں پچھلے دور تو جس حال میں گذرے گذرے لیکن موجودہ دور جس کی زمام قیادت جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کے ہاتھ میں ہے اس میں اس مرکز شیطنت کا جوں کا توں موجود ہونا ایک زبردست المیہ ہے ـــــ شرفاء وطن جنرل صاحب سے بجا طور پر توقع رکھتے تھے کہ وہ اس بازار میں بسنے والی غرقِ گناہ مخلوق کی باعزت زندگی گذارنے کا اہتمام کریں گے نہیں تو جسد ملّی کے اس پھوڑے کو کاٹ پھینکیں گے۔ لیکن جس طرح باقی خرابیاں ابنائے وطن کا منہ چڑا رہی ہیں اسی طرح کا حال اس خرابی کا ہے ـــــ حالت یہ ہے کہ وہاں اب بھی دن سوتے اور راتیں جاگتی ہیں۔ اب بھی حوّا کی بیٹیاں اپنے چہروں پر غازہ مل کر کھڑکیوں اور طاقچوں سے شیطانی مخلوق کو دعوت گناہ دیتی ہیں اور نہ معلوم ایک ایک رات میں کتنا سرمایہ اور دولت اس گناہ کی بھینٹ چڑھ جاتی

ہے ــــــ اُدھر یہ حال ہوتا ہے اِدھر شرافت سر پیٹتی ہے اور کچھ عجب نہیں کہ وہ عفت مآب بچیاں عالم ارواح میں ہماری بے غیرتی و بے حسی کا ماتم کرتی ہوں جو پاکستان کی خاطر اپنوں کی بے تدبیری اور غیروں کی بربریت کا شکار ہو کر رہ گئیں۔

چند ماہ پہلے یہاں ایک مبارک موقعہ پر اسلامی نظامِ حیات کے سلسلہ میں کچھ ادھورے سے اعلان بھی کئے گئے جن میں بعض شرعی سزاؤں کا بھی اعلان تھا لیکن خدا لگتی یہ ہے کہ اس اعلان کے بعد اسلامی قدروں کی جو مٹی یہاں پلید ہوئی پچھلے تیس سال میں نہ ہوئی۔ جرم و گناہ کی رفتار پہلے سے بڑھ گئی۔ اور ایک طبقہ علی الاعلان اسلامی قدروں کا مذاق اڑانے لگا۔ بازارِ حسن کی رونق پہلے سے بڑھ گئی اور عصمت فروشی کے پرمٹ و لائسنس رکھنے والی مخلوق کا کاروبار سوا ہو گیا۔ حالانکہ عصمت فروشی و بدکاری کی کوئی سی شکل ہو وہ حرام اور بالکل ناجائز ہے اور اسلام جیسا عظیم دین اس معاملہ میں ذرہ برابر سودے بازی یا رواداری کا قائل نہیں۔ لیکن یہاں اسلام کے نام نہاد خادموں اور اجارہ داروں نے پرمٹ و لائسنس کا دھندا جاری کر رکھا ہے اور وہ نہیں سوچتے کہ اس طرز عمل کا مقصد خدا کی حرام کردہ چیز کو حلال کرنے کے مترادف ہے اور اس سے بڑھ کر اس دھرتی پر کوئی کفر نہیں اور ایسے لوگ اسلام کے روئے روشن پر بدنما داغ ہیں جن کو ملت کے سروں پر مسلط ہونے کا کوئی حق نہیں۔

چاہیے تو یہ تھا، کہ حکومت اپنی عاقبت کی فکر کر کے اس جرم و گناہ کی منڈی کا استیصال کرتی لیکن جب عقابوں کے نشیمن زاغ و زغن کے تصرّف میں ہوں تو اس سے مختلف نتیجہ کی توقع ہی عبث ہے۔ بازار حسن سے متعلق پولیس سٹیشن کا ایس' ایچ' او جو کسی درجہ میں اچھی شہرت کا مالک ہے اسے احساس ہوا تو اس نے رمضان المبارک کے احترام میں گناہوں کے ان اڈوں پر تالے چڑھوا دئے۔ اور ایسی ناکہ بندی کی کہ عورت کی عصمت کے ڈاکو ادھر کا رخ نہ کر سکیں اس پر گناہ کی وادی میں پلنے بڑھنے والی خاتون کا احتجاج لابدی امر تھا لیکن متعلقہ تھانیدار نے ہر ترغیب کو ٹھکرا کر اپنا عمل جاری رکھا۔ تو اس بازار کے دکانداروں نے احتجاج میں شامل ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ ظاہرا ان کا مؤقف صحیح تھا کہ ان کا درِ رزق بند ہو رہا تھا لیکن ان عقل کے کوڑھوں سے کوئی یہ پوچھنے والا نہیں کہ اس بھرے شہر میں اس گناہ کی منڈی کے علاوہ کوئی جگہ نہیں جہاں تم کاروبار کر سکو؟

ہم لگی لپٹی رکھے بغیر متعلقہ تھانیدار کو مستحق تبریک سمجھتے ہوئے دعاگو ہیں کہ تمام پولیس اہل کاروں کو اللہ تعالیٰ احساس ذمہ داری کی دولت سے بہرہ ور فرمائے کہ ان کی اصلاح پہ معاشرے کی اصلاح کا دار و مدار ہے۔

اس کے ساتھ ہی ہم اربابِ اقتدار سے یہ کہیں گے کہ شرم و حیا اور غیرت ملّی کا جوہر اگر مر نہیں گیا تو آؤ، دُرۂ عمریؓ سے کام لے کر ان فسق و فجور کے اڈوں کو بند کرا دو اور یہاں کی مخلوق کا جو حصہ باعزت زندگی گذارنے پہ راضی نہ ہو اسے "سنگسار" کر کے معاشرے کو اس اخلاقی سرطان سے بچاؤ اور پرمٹ و لائسنس بازی کا دھندا ختم کر کے مالک حقیقی کی اطاعت و فرمانبرداری

باقی ۲۴ پر

خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب } ڈاکٹر مناظر حسین صاحب نظر

# رمضان المبارک کے روزے

## انسان میں ضبط نفس، استقلال اور ثابت قدمی کی صفات پیدا کرتے ہیں
## اور
## زندگی کو پاکیزہ بنانے کا بہترین ذریعہ ہیں!

○ جانشین شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عبید اللہ انور مدّ ظلہم ○

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: امّا بعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۝

اے ایمان والو! روزہ تم پر اسی طرح فرض ہوا جس طرح تم سے پہلی قوموں پر فرض کیا گیا تاکہ تم پرہیزگار ہو!

### روزہ کا مفہوم

اسلامی عبادات کا تیسرا رکن ہے۔ "صوم" کے معنی رکنے اور چپ رہنے کے ہیں۔ بعض مفسّروں کی تفسیروں کے مطابق قرآن عزیز میں اس کو کہیں کہیں "صبر" بھی کہا گیا ہے جس کے معنی ضبطِ نفس، ثابت قدمی اور استقلال کے ہیں۔

### حدیث شریف

میں آیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ رمضان بھر ندا فرماتا ہے کہ اے میرے بندو اور بندیو! تم کو بشارت ہو۔ تم صبر کرو اور پابندیٔ احکام کرو میں عنقریب تمہاری مشقتیں دور کر دوں گا اور تم کو میری رحمت حاصل ہو گی۔

یہاں خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کے لیے "صبر کرو" کے الفاظ ارشاد فرماتے ہیں۔ مزید برآں ایک اور مقام پر رمضان المبارک کے مہینہ کو "شہر الصبر" بھی فرمایا ہے۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ روزہ کے معنیٰ "صبر" بھی ہیں۔ پس اس مفہوم کے ماتحت نفسانی ہوا و ہوس اور بہیمی خواہشوں سے اپنے آپ کو روکنے اور حرص و ہوا کے ڈگمگا دینے والے موقعوں میں اپنے آپ کو ضابط اور ثابت قدم رکھنے کا نام روزہ ہے۔

### شریعت کی اصطلاح

میں روزہ اسے کہتے ہیں کہ انسان فجر سے لے کر سورج کے ڈوبنے تک کھانے پینے

اور جنسی اختلاط سے رُکا رہے اور یہ سلسلہ مہینہ بھر تک جاری رکھے تاکہ رمضان بھر کی اس مشق سے اس میں ضبطِ نفس، ثابت قدمی اور استقلال کی صفات پیدا ہو جائیں اور نفسانی ہوا و ہوس اور بہیمی خواہشوں پر اسے قابو حاصل ہو جائے۔ روزانہ استعمال میں عام طور سے یہی دیکھا گیا ہے کہ انسانی حرص و ہوا اور خواہشات نفسانی کے تین مظہر ہیں۔ کھانا پینا اور عورت و مرد کے جنسی تعلقات۔ چنانچہ حکیم مطلق نے انہیں مظاہر پر ایک مدت معیّنہ کے لیے پابندیاں عائد کر کے اپنے بندوں کی تربیت کا اہتمام فرمایا ہے۔ اور اس کے لیے سال بھر میں ایک دفعہ ایک مہینہ کے لیے روزوں کی پیریڈ مقرر کر دی ہے۔ یہاں یہ وضاحت بھی اشد ضروری ہے کہ ان ظاہری خواہشوں یعنی کھانا، پینا اور جنسی اختلاط کے علاوہ باطنی خواہشوں اور برائیوں سے دل اور زبان اور دیگر اعضاء کا محفوظ رکھنا بھی روزہ کے مفہوم میں شامل ہے۔ اسی لیے

## روزہ کی غرض و غایت

"لعلکم تتقون" یعنی "تقویٰ" ارشاد ہوئی ہے جس کا معنیٰ یہ ہے کہ اپنی خواہشوں (ظاہری اور باطنی سب) کو قابو میں رکھا جائے اور جذبات کے تلاطم سے اپنے آپ کو بچایا جائے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ روزہ کی غرض و غایت اور مقصد انسان کے نفس کی غلاظتوں اور گندگیوں کو دور کرنا اور اسے پرہیزگار اور تقویٰ شعار بنایا ہے۔

**پس** ہر مسلمان کو یہ جان لینا چاہیے کہ جس روزہ سے روزہ کی اصل غرض و غایت حاصل نہ ہو وہ روزہ حقیقی معنوں میں روزہ کہلانے کا مستحق نہیں ہوگا یا یوں کہیے کہ وہ جسم کا روزہ ہوگا لیکن روح کا روزہ ہرگز نہیں ہوگا۔

## جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم

نے اس کی تشریح ان الفاظ میں فرمائی ہے کہ روزہ رکھ کر بھی جو شخص جھوٹ اور فریب کے کام کو نہ چھوڑے تو خدا کو اس کی ضرورت نہیں ہے کہ انسان اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا "روزہ اس وقت تک ڈھال ہے جب تک اس میں سوراخ نہ کر دو" صحابہؓ نے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ! اس میں سوراخ کس چیز سے ہو جاتا ہے۔ فرمایا "جھوٹ اور غیبت سے"۔ چنانچہ بعض علماء کی رائے ہیں جس طرح کھانے پینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اسی طرح گناہ سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

**حاصل** یہ ہے کہ روزہ صرف ظاہری بھوک پیاس کا نام نہیں ہے بلکہ درحقیقت دل اور روح کو بھی ایک ضابطہ کا پابند کرنے اور تقویٰ و پرہیزگاری کا خوگر بنانے کا نام ہے۔ مزید برآں روزہ صبر اور تحمل و برداشت کی مشق اور ورزش کی بہترین اور آسان ترین شکل ہے اور اللہ کے نزدیک بے حد محبوب ہے۔

## حکم خداوندی

پس آیت مذکورہ میں حکم خداوندی ہے۔ اے ایمان والو! ایمان کا مقتضیٰ یہ ہے کہ روزہ یہ ہے کہ روزے رکھو اور اس طرح موذی نفس کو مارو کہ جو ہر وقت تمہاری تاک میں ہے اور تمہارے اور خدا کے درمیان رکاوٹ بنا ہوا ہے، سدِّ راہ ہے اور

تمہارا دشمن ہے۔ پھر یہی نہیں بلکہ تمہارے سب سے بڑے دشمن یعنی "شیطان" کا دوست بلکہ جڑواں بھائی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ شیطان اور نفس دونوں حقیقی بھائی ہیں اور ساتھ پیدا ہوئے۔ اس لیے ایمان کا مقتضیٰ حکم باری کے تحت یہ ہے کہ روزے رکھ کر اس دشمن یعنی نفس کو مارو اور روح کو زندہ کرو جو تمہارے پاس فرشتوں کی جنس کی ایک چیز ہے۔

حضراتِ محترم! نفس کے مارنے اور روح کے زندہ کرنے کا بہترین طریقہ صبر ہے اور صبر حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ چند روز روزے رکھے جائیں۔ کیونکہ قوتِ شہویہ اور قوتِ غضبیہ جو تمام معاصی کا منبع ہے اس کے کچلنے کے لیے روزہ رکھنا تریاق اور اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔

## ماہ رمضان اور اس کی برکتیں

بعض علماء کا خیال ہے کہ "رمضان" اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے، اور اس لیے اس کو "شہر رمضان" کہا جاتا ہے۔ کچھ علماء کا خیال ہے کہ رمضان لفظ رمض سے بنا ہے جس کے معنی "جلانا" ہیں۔ چونکہ اس ماہ میں گناہ جلا دیے جاتے ہیں یا رمضان گناہوں کو جلا دیتا ہے۔ اس لیے اس ماہ کو رمضان کا نام دیا گیا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ رمض جس کے معنی برساتی بارش کے ہیں رمضان اس سے بنا ہے۔ چنانچہ جس طرح بارش سے چیزیں دھل کر پاک صاف ہو جاتی ہیں اسی طرح رمضان انسان کے تمام گناہ دھو ڈالتا ہے۔

## دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے اور جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ فرمایا رسول اللہ علیہ وسلم نے جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے، تو شیطان اور سرکش جنات قید کر دئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور نہیں کھولا جاتا اُن میں سے کوئی دروازہ (دوسری طرف) جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ پس بند نہیں کیا جاتا ان میں سے کوئی دروازہ اور پکارتا ہے پکارنے والا۔ اے خیر کے طلب گار آگے بڑھ، اور اے برائی چاہنے والے رُک جا! اور اللہ کے لیے (ماہ رمضان کی برکت سے) بہت لوگ دوزخ سے آزاد کیے ہوئے ہیں اور یہ (ندا اور پکار) ہر رات ہوتی ہے۔

(ترمذی۔ ابن ماجہ۔ احمد)

## پابندیٔ صوم اور قیام اللیل

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے رمضان کا روزہ فرض کیا ہے اور میں نے اس (کی راتوں) میں قیام کو سنت کیا اور جس نے اس (کی راتوں) میں قیام کیا (تراویح کے واسطے) محض ایمان اور طلبِ ثواب کی وجہ سے وہ گناہوں سے ایسا نکل جائے گا جیسا اس دن اس کو ماں نے جنا تھا۔

(ترغیب عن النسائی)

نیز ارشاد فرمایا کہ جس نے رمضان کے روزے رکھے ایمان اور طلبِ ثواب کے لیے۔ اُس کے سابقہ گناہ بخش دیے گیے اور جس نے رمضان میں قیام کیا (تراویح پڑھی) ایمان اور طلبِ ثواب کی وجہ سے اس کے بھی گذشتہ گناہ بخش دیے گیے اور جس شخص نے ایمان اور طلبِ ثواب کی وجہ سے لیلۃ القدر کو شب بیداری کی

اس کے بھی گذشتہ گناہ بخش دیے گئے۔ (متفق علیہ)

## روزہ اور قرآن

ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ روزہ اور قرآن بندہ کی شفاعت کریں گے روزہ کہے گا اے میرے رب! میں نے اس کو کھانے سے اور خواہشوں سے دن بھر روکا۔ پس اس کے لیے میری شفاعت قبول فرما، اور قرآن شریف کہے گا کہ میں نے اس کو رات میں میں سونے سے روکا۔ پس اس کے بارہ میں میری شفاعت قبول فرما۔ پس دونوں کی شفاعت قبول ہو جائے گی۔

حضرات محترم! رمضان اور قرآن لازم و ملزوم ہیں۔ رمضان المبارک میں اللہ کا کلام نازل ہوا تو اللہ تعالے نے اس کی یادگار قائم رکھنے کے لیے روزے فرض کر دیے۔ کلام اللہ نوع انسانی کی زندگی کے لیے ہدایت نامہ ہے (ھدًی للمتقین) اور عرش کے روزے زندگی کو پاکیزہ بنانے کا ذریعہ ہیں (لعلکم تتقون) اور یہ دونوں شفاعت کرنے والے اور بخشوانے والے ہیں۔ پس مبارک ہیں وہ لوگ جو قرآن سے ناطہ جوڑے رکھیں اور رمضان کے روزے مکمل طور پر رکھیں اور اپنی زندگیوں کو پاکیزہ بنا کر زمرۂ متقین میں شمار ہوں۔

اللہ تعالے ہم سب کو قرآن اور رمضان کی نعمتوں سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین۔

مولانا محمد منظور نعمانی

# رمضان میں ایک آواز

## یَا بَاغِیَ الْخَیْرِ اَقْبِلْ وَیَا بَاغِیَ الشَّرِّ اَقْصِرْ

(اے نیکی کے طالب اور متلاشی قدم بڑھا کے آ، اور اے بدی اور معصیت کے شائق آگے نہ بڑھ، رک جا۔)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کی برکات اور خصوصیات بیان کرتے ہوئے ایک موقع پر فرمایا کہ اس مبارک مہینہ کی ہر رات میں اللہ کا منادی ندا لگاتا ہے۔ یَا بَاغِیَ الْخَیْرِ اَقْبِلْ وَیَا بَاغِیَ الشَّرِّ اَقْصِرْ۔

جس کے پاس اعلیٰ قسم کی دوربین ہو وہ سینکڑوں میل دور تک دیکھ لیتا ہے۔ جبکہ اس کے بغیر وہ دو میل تک بھی نہیں دیکھ سکتا، اور جس کے پاس دور تک کی آوازیں سننے کا سامان ہو وہ ہزاروں میل کی آوازیں سن لیتا ہے جبکہ اس کے بغیر وہ دیوار کے پیچھے کی آواز بھی نہیں سن سکتا اسی طرح اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو اور کبھی کبھی اپنے بعض دوسرے خاص بندوں کو بھی ملاء اعلیٰ اور عالم غیب کی وہ آوازیں سنوا دیتا ہے جن کو عام لوگ نہیں سن سکتے۔

بیشک رسول اللہ علیہ وسلم کی اطلاع برحق ہے ہمارے وہ کان نہیں جن سے ہم ملاء اعلیٰ کی آوازیں سن سکیں لیکن اللہ تعالیٰ نے جن کو سنانا چاہا انھوں نے رمضان المبارک کی راتوں میں منادی غیب کی یہ ندا سنی۔ یَا بَاغِیَ الْخَیْرِ اَقْبِلْ وَیَا بَاغِیَ الشَّرِّ اَقْصِرْ۔

اور ظاہر ہے کہ ندائے غیب کے سننے والوں اور رمضان مبارک کی آسمانی برکتوں اور روحانی مدتوں کے شناساؤں اور تجربہ کاروں میں سب سے بلند مقام اس اطلاع کے دینے والے سید الانبیاء و المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ہے۔ اسی لئے آپؐ کا یہ حال تھا کہ رمضان المبارک کے آتے ہی حق تعالیٰ کی طرف اور امورِ خیر کی طرف آپؐ کی توجہ بہت زیادہ بڑھ جاتی تھی گویا رمضان کا مہینہ آپؐ کی روح مبارک کے لئے "موسم بہار" ہوتا۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کا بیان ہے :۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجود الناس بالخیر وکان اجود ما یکون فی رمضان۔ (رواہ البخاری ومسلم)

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوں تو ہمیشہ ہی اور اپنی فطرت و مزاج کے لحاظ سے لوگوں کے لئے سراپا جود وسخا تھے۔ لیکن بالخصوص رمضان مبارک میں یہ صفت بہت ہی بڑھ جاتی تھی)

رمضان مبارک کے دنوں میں آپ روزے رکھنے اور تلاوت قرآن اور اسی طرح کے دوسرے اعمال و اشغال میں مصروف رہتے اور رات کا بڑا حصہ اللہ تعالیٰ کے حضور قیام و قعود اور رکوع و سجود میں گزارتے، اللہ کے بندوں کے ساتھ احسان، ان کی ہمدردی و غمخواری اور ان کی خدمت و خبرگیری کی طرف بھی آپؐ کی توجہ اس مہینہ میں بہت بڑھ جاتی۔ کبھی کبھی توجہ الی اللہ اور عبادت کا انہماک اتنا بڑھ جاتا کہ رمضان کی راتوں میں بھی کچھ نہ کھاتے پیتے اور اسی طرح بے کھائے پیئے مسلسل اور متواتر روزوں پر روزے رکھے جاتے جس کو شریعت کی اصطلاح میں "صوم وصال" کہتے ہیں اور سوائے اس "صوم وصال" کے (جس کی دوسروں کو اجازت نہیں تھی) آپ اس مہینہ میں صحابہ کرام کو بھی تمام امور خیر، عبادت، ذکر و تلاوت، دعا و استغفار خصوصاً راتوں کے قیام اور بندگان خدا پر صدقہ و احسان وغیرہ کی

خاص طور سے ترغیب دیتے اور ہدایت فرماتے۔ اس سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مستقل خطبے کتب حدیث میں محفوظ ہیں۔ یہ سارے خطبے دراصل منادی غیب کی ندا "یا باغی الخیر اقبل" کی شرح اور توضیح ہیں۔

اسی طرح رمضان مبارک میں معصیات اور منکرات ومکروہات سے روکنے کے لئے آپ خاص طور سے تنبیہات فرماتے تھے، اس سلسلہ میں مختلف موقعوں پر آپؐ نے جو کچھ ارشاد فرمایا۔ وہ سب دراصل اس ندائے غیب کے دوسرے جز "یا باغی الشر اقصر" کی تفصیل وشرح ہے۔

اب جبکہ ہماری زندگیوں میں ایک دفعہ پھر رمضان مبارک آیا ہے۔ آیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سلسلہ کے ترغیبی وترہیبی خطبات وارشادات کی آج پھر یاد تازہ کرلیں۔ آپؐ کے یہ خطبات وارشادات صرف صحابہ کرام ہی کے لئے نہیں تھے بلکہ قیامت تک آنے والے اہل ایمان کے لئے تھے پہلے ایک مختصر مگر جامع خطاب پڑھیئے:۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک دفعہ جب رمضان المبارک آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں سے ارشاد فرمایا۔

اتاکم (رمضان) شہر برکۃ یغشاکم اللہ۔ فیہ فینزل الرحمۃ ویحط الخطایا و یستجیب فیہ الدعاء ینظر اللہ تعالی الی تنافسکم فیہ ویباھی بکم ملئکتہ فاروا اللہ من انفسکم خیرا فان الشقی من حرم فیہ رحمۃ اللہ عزوجل۔ (رواہ الطبرانی)

(لوگو! ماہ رمضان آگیا، یہ بڑی برکت والا مہینہ ہے، اللہ تعالی اس میں اپنے خاص فضل وکرم سے تمہاری طرف متوجہ ہوتا ہے اپنی خاص رحمتیں نازل فرماتا ہے، خطائیں معاف کرتا ہے، دعائیں قبول فرماتا ہے اور اس مہینہ میں طاعات وحسنات اور عبادات کی طرف تمہاری رغبت اور مسابقت کو دیکھتا ہے اور مسرت ومفاخرت کے ساتھ اپنے فرشتوں کو بھی دکھاتا ہے۔ پس اے لوگو! ان مبارک دنوں میں اللہ پاک کو اپنی نیکیاں ہی دکھاؤ (یعنی عبادات وحسنات کثرت سے کرو) بلاشبہ وہ شخص بڑا بدبخت ہے جو رحمتوں کے اس مہینہ میں بھی اللہ کی رحمت سے محروم رہے)

اور اس مبارک مہینہ میں قولی وعملی معصیات ومکروہات سے بچنے اور پرہیز کرنے کی تاکید فرماتے ہوئے ایک موقع پر آپؐ نے فرمایا۔

من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ ان یدع طعامہ و شرابہ۔ (رواہ البخاری)

جو شخص روزہ کی حالت میں جھوٹ اور بیہودہ باتوں اور غلط اور بیہودہ اعمال سے پرہیز نہ کرے تو اللہ کو اس کے بھوکے اور پیاسے رہنے کی کچھ پرواہ نہیں ایک دوسرے موقع پر ارشاد فرمایا۔

اذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث ولا یصخب فان سابہ احد او قاتلہ فلیقل انی صائم۔

جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ کوئی بیہودہ حرکت اور بیہودہ بات نہ کرے اور غصہ اور تیزی میں زور سے بھی نہ بولے اور اگر کوئی دوسرا آدمی اس کے خلاف گالی بازی کرے اور لڑنا چاہیئے تو کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔

اور جو لوگ روزے کی حالت میں بھی خرافات اور معصیات سے پرہیز اور احتیاط نہ کریں۔ ان کے بارے میں آپؐ نے فرمایا۔

رب صائم لیس لہ من صیامہ الا الجوع ورب قائم لیس لہ من قیامہ الا السہر۔ (رواہ الدارمی)

کتنے ہی روزہ دار ہیں کہ ان کے روزوں کا حاصل بھوک پیاس کے سوا کچھ نہیں اور کتنے ہی شب زندہ دار ہیں جن کی راتوں کی نمازوں کا حاصل اور نتیجہ رات کے جاگنے اور نیند خراب کرنے کے سوا کچھ نہیں)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات کو سامنے رکھ کر سوچئے کہ ان میں ہمارے لئے کیا ہدایت اور ہم سے کیا مطالبہ ہے ــــــ یہ مبارک مہینہ خاص طور سے تطہیر اور تزکیہ کا مہینہ ہے، گناہوں سے توبہ اور استغفار کا مہینہ ہے، اللہ سے مانگنے اور اس کے حضور میں رونے کا مہینہ ہے، اپنے کو جنت اور اللہ تعالیٰ کی خاص رضا و رحمت کا مستحق بنا لینے کا مہینہ ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی اس ماہ رحمت میں بھی اللہ کی رحمت و مغفرت کے فیصلے سے محروم رہا، وہ بڑا ہی بے نصیب اور بدبخت ہے۔ فَاِنَّ الشَّقِیَّ مَنْ حُرِمَ فِیْہِ رَحْمَۃَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ۔

# ماہ رمضان المبارک

ــــ جناب مولانا محمد اویس صاحب ندوی

اللہ تبارک وتعالیٰ کے لطف وکرم نے کائنات کی مختلف چیزوں کو اپنی عنایاتِ خاص کا مرکز بنایا ہے اس عنایت و توجہ کے سبب سے ان چیزوں کو اپنی ہی ہم جنس پر خاص شرف اور فضیلت حاصل ہے) مثلاً یہ وسیع حصہ زمین ہے اس کے مختلف ٹکڑوں کو حق تعالیٰ نے وہ مرتبہ عنایت فرمایا جو زمین کے دوسرے حصوں کو حاصل نہیں ہے۔

زمین کے وہ حصے جہاں مسجدیں ہیں۔ اپنے حقوق اور آداب کے اعتبار سے دوسرے حصہ ہائے زمین سے کہیں زائد اہم ہیں، مسجدوں میں بھی مسجد اقصیٰ مسجد نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور مسجدِ حرام کو جو دینی عظمت حاصل ہے وہ معلوم ہے، شہر مکہ معظمہ اور اس میں کعبہ، مقام ابراہیمؑ، مطاف، منیٰ، مزدلفہ، عرفات آخر اسی زمین کے ٹکڑے ہیں۔ اسی طرح شہر مدینہ منورہ اور اس میں جنت البقیع، روضۃ الجنۃ اور وہ خوش نصیب نورانی حصہ زمین جس میں سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز ہیں، اسی کرۂ ارضی کے حصے ہیں لیکن

ع خاک کا ذرہ نہیں ٹکڑا ہمارے دل کا ہے

ان مقامات کو اپنی مخصوص نسبتوں کے باعث جو اہمیت حاصل ہے وہ جاننے والوں سے پوشیدہ نہیں ہے۔

دنیا میں پہاڑوں کی کمی نہیں، مگر مسلمان خواہ وہ کسی ملک کا باشندہ ہو، جس نظر سے صفا، مروہ کی پہاڑیوں کو جبل عرفات اور جبل احد کو دیکھتا ہے دوسرے پہاڑوں کو کیسے دیکھ سکتا ہے۔

کنوؤں، چشموں، تالابوں، نہروں اور سمندروں میں جو سیال شئے ہے وہ پانی ہی ہے۔ لیکن زمزم کے پانی کو بارگاہ خداوندی سے جو عزت ملی، اس کا مقابلہ کون پانی کر سکتا ہے۔

اسی طرح یہ دن اور رات عام نگاہوں میں کوئی اہمیت نہ رکھتے ہوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی حکمتِ کاملہ نے شب و روز کے مختلف حصوں کو اور ہفتہ کے مختلف دنوں کو اور سال کے بعض عشروں اور مہینوں کو جو برکات و حرمت فرمائے ہیں، سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واقف کار ان سے انکار نہیں کر سکتا۔

فرائض پنجگانہ اور نوافل کے دوسرے مخصوص اوقات
نیز رات کے آخری حصّے کی فضیلت سب کو معلوم ہے
پنجشنبہ، جمعہ، شنبہ اور دوشنبہ کے برکات کے متعلق صحیح
حدیثیں وارد ہیں، روز عاشورا، یوم عرفہ اور عشرۂ ذی الحجہ
کے خصائص پوشیدہ نہیں ہیں۔

یہاں اس قسم کی تمام چیزوں کا استقصا مقصود نہیں
ہے۔ بلکہ کہنا صرف یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی توجہات کی
نوعیتیں اور شانیں عجیب ہیں، بندہ کا فرض ہے کہ عنایات
حق کے مقامات، مواقع اور اوقات جب نصیب میں آ
جائیں تو ان کی پوری قدر کرے اور وقت کو غنیمت جانے۔

یک لحظہ غافل ازاں شاہ نباشی
شاید کہ نگاہے بکند آگاہ نباشی
رفتم کہ خار از پا کشم محمل نہاں شد از نظر
یک لحظہ غافل گشتم و صد سالہ راہم دور شد

زمان و مکان کے مختلف حصوں کو اپنے انوارِ خاص
کا مرکز بنانے والے پروردگار نے ازراہِ بندہ نوازی تمام
سال کے اندر ایک ایسا مبارک مہینہ رکھا ہے کہ جس کی
برکت اور نورانیت روزِ روشن کی طرح عیاں ہے، یہ رمضان
کا مہینہ ہے جس کے آتے ہی عالم بالا کے اہتمام انتظام
کا عجیب حال ہوتا ہے، جنت کے دروازے کھل جاتے
ہیں، جہنم کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ شیاطین مقید
کر دیئے جاتے ہیں، پکارنے والا پکارتا ہے کہ اے نیکی
کے چاہنے والے آگے بڑھ، اور اے بدی کرنے والے
بدی سے رک جا، جنت تمام سال اس ماہ مبارک کیلئے
سنورتی ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:۔
"جس نے اس مہینہ میں ایک نیکی کی گویا اس
نے دوسرے زمانے میں فرض ادا کیا، اور
جس نے اس زمانہ میں ایک فرض ادا کیا
گویا اس نے اور زمانہ میں ستر فرض ادا
کیئے یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت
ہے یہ مہینہ غمخواری کا ہے۔ اس ماہ میں
مومنوں کے رزق میں برکت دی جاتی
ہے۔ اس مہینہ کا پہلا عشرہ رحمت ہے
دوسرا عشرہ مغفرت ہے اور تیسرا عشرہ
جہنم سے آزادی ہے"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ:۔
"شعبان کے چاند کا خیال رکھو رمضان کیلئے" (ترمذی)
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ذات رسالت (صلی اللہ علیہ
وسلم) کو اس ماہ مبارک کا کس قدر انتظار رہتا تھا۔

صحیح روایات میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شعبان
کے مہینہ میں کثرت سے روزہ رکھتے تھے۔ شیخ عبدالحق محدث
دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لمعات میں ان روزوں کی حکمت یہ بیان
فرماتے ہیں کہ:۔
"ماہ رمضان کے برکات قبول کرنے کی زائد از زائد
صلاحیت پیدا کرنے کے لئے یہ روزے رکھے
جاتے تھے"

شرح سفر السعادت صـ۱۳۱ میں فرماتے ہیں کہ:۔
"بعض لوگ کہتے ہیں کہ ماہ شعبان میں حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے روزوں کی کثرت کی وجہ یہ تھی کہ
رمضان کے مہینے کی لذت و حلاوت بڑھ
جائے"

الحاصل گیارہ مہینہ کے صبر اور انتظار کے بعد
یہ مبارک مہینہ پھر ہمارے درمیان جلوہ افروز ہوا ہے
کاش ان مبارک دنوں اور راتوں کی ہم قدر کرتے، ان
کے حقوق ادا کرتے، کیا خبر کہ دوبارہ اس مہمان عزیز
سے ہماری ملاقات ہوگی یا نہ ہوگی، کہیں یہ آخری ملاقات
نہ ہو پھر کیوں نہ جی بھر کر اس کا اعزاز و اکرام کیا جائے اور
کیوں نہ اس کے برکات سے نفع اٹھایا جائے؟

اس مہینہ کی مخصوص عبادتیں روزہ، تراویح،
شب قدر کی فکر و تلاش اور اعتکاف ہیں، ان سب
میں مشترک طور پر ایک بنیادی بات قابل توجہ ہے پہلے

اس کو سمجھ لیا جائے اس کے بعد دوسری باتوں کے متعلق عرض کیا جائے گا۔

بخاری اور مسلم میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

"جس نے رمضان کے روزے یقین اور احتساب کے ساتھ رکھے اس کے پچھلے گناہ معاف کئے گئے جس نے یقین اور احتساب کے ساتھ رمضان کی راتوں میں تراویح پڑھی اس کے پچھلے گناہ معاف کئے گئے، جس نے شب قدر میں یقین اور احتساب کے ساتھ قیام کیا (یعنی نماز پڑھی) اس کے پچھلے گناہ معاف کئے گئے"

غور فرمایئے کہ اس روایت میں یقین اور احتساب کو ۳ بار دہرایا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ یقین اور احتساب بہت ہی اہم چیز ہے اور ان عبادات کی روح ہے۔ حضرت مولانا انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:۔

"احتساب کا لفظ احادیث میں اکثر استعمال ہوا ہے، جاننا چاہیئے کہ (اعمال میں) ایمان کی شرط کا ہونا تو ظاہر ہے اس لئے کہ ایمان کے بغیر عبادت کا کوئی اعتبار نہیں، باقی رہا احتساب تو اس کا منشا یہ ہے کہ جو عمل ہو وہ غفلت کے ساتھ نہ ہو قلب میں اس عمل کا شعور موجود ہو اور نیت کا استحضار رہے، گویا احتساب کا مفہوم و مقصد نیت سے بھی آگے ہے"

منشا یہ ہے کہ یہ عبادات محض رسمًا اور عادتًا نہ ہوں بلکہ ان کے مقصد اور غرض کا احساس بیدار رہے، یہ یاد رہے کہ ان عبادات کی غایت کیا ہے؟ اور کس کی یاد اور اطاعت میں یہ سب کچھ ہو رہا ہے؟ سچ پوچھئے تو یہ شعور، یہ احساس اور یہ استحضار صرف روزہ اور تراویح کے لئے نہیں بلکہ ہر عبادت کیلئے ضروری ہے کہ اس کے بغیر بندگی کا ذوق اور حاسہ تسکین نہیں پاتا ہے۔

اب اس ماہ کی مخصوص عبادتوں پر ایک نظر ڈال لیجئے۔

## روزہ

قرآن مجید میں رمضان کے روزوں کے متعلق جو بات مقصد اور غایت کے طور پر کہی گئی وہ یہ کہ روزہ کا اصل مقصد تقویٰ کا حصول ہے ارشاد فرمایا:۔

یا ایہا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون

(اے ایمان والو! تم پر بھی روزہ اسی طرح فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تاکہ تم تقویٰ حاصل کرو۔ سورۃ بقرہ ۲۳)

تقویٰ دراصل دل کی اس کیفیت کو کہتے ہیں۔ جو انسان کو گناہوں سے نفرت اور طاعات کی رغبت دلائے، روزہ بلکہ تمام عبادات کا حاصل یہی تقویٰ ہے روزہ داروں کو محاسبہ کرتے رہنا چاہیئے کہ ان کے اندر یہ کیفیت پیدا ہوتی ہے یا نہیں؟

روزہ صرف بھوکے اور پیاسے رہنے کا نام نہیں ہے، بلکہ:۔

"رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کی حالت میں منع فرمایا ہے زبان پر فحش کلمہ لانے، لڑنے جھگڑنے سے اور لڑنے والے کا جواب دینے سے"

نیز ارشاد فرمایا کہ:۔

"اگر روزہ کی حالت میں کوئی شخص تم سے بدزبانی کرے اور گالی بکے تو تم یہ جواب کہہ کر الگ ہو جاؤ کہ میں روزہ سے ہوں"

صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

"جو شخص روزہ رکھ کر جھوٹ بولنا اور
بدکاری کرنا (اور حسب روایت نسائی
جہالت) نہ چھوڑے سو خدا کو اس
اس کی ضرورت نہیں کہ وہ خواہ مخواہ کھانا پینا
ہی چھوڑ کر رہے یعنی روزہ سے اصلی مقصد و
مصلحت تو یہ ہے کہ انسان ہر قسم کی برائی،
بدی اور گناہ سے بچے اور ریاضت و مجاہدہ
سے نفس کو صفائی اور تربیت حاصل ہو تو
جب یہی مقصد حاصل نہ ہو تو ایسی حالت
میں محض کھانے پینے سے منہ بند رکھنے کا
کیا نتیجہ ہوا؟

مطلب یہ ہے کہ روزہ کے ثمرات و برکات اسی وقت حاصل ہوں گے جب روزہ کے ظاہری اور باطنی آداب کا خیال رکھا جائے، اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کا پورا لحاظ رکھا جائے۔ بے شبہ آج ہم ماہ رمضان میں کھانا پینا چھوڑ دیتے ہیں اور اس اعتبار سے ہم شریعت کے فتویٰ سے اپنے کو بچا سکتے ہیں لیکن کیا واقعی ہمارے دل اور روح کو بھی روزہ نصیب ہوتا ہے؟

ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "روزہ برائیوں سے روکنے کی ڈھال ہے"۔ دوسری روایت میں ہے کہ "روزہ اس وقت تک ڈھال ہے جب تک اس میں سوراخ نہ کرو" صحابہؓ نے دریافت کیا کہ یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سوراخ کس چیز سے ہوتا ہے، فرمایا جھوٹ اور غیبت سے۔

مختصر یہ کہ روزہ کی حالت میں ہماری آنکھوں، کانوں، زبان، ہاتھ اور پاؤں سب کو روزہ کی کیفیت نصیب ہونا چاہیئے اور ان تمام اعضاء کو خدا کی نافرمانی سے بچانا چاہیئے۔

روزہ کے سلسلہ میں دو باتوں کا خاص خیال رکھنا چاہیئے، ایک یہ کچھ لوگ سحر نہیں کھاتے اور اس کو اپنی نجات جانتے ہیں، ایسا نہ کرنا چاہیئے، اگر نقصان کا اندیشہ نہ ہو تو اتباعِ سنت کے خیال سے کچھ نہ کچھ ضرور کھا لینا چاہیئے کچھ نہ ہو تو ایک گھونٹ پانی میں کیا مضائقہ ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "سحر کھاؤ، اس لئے کہ اس میں برکت ہے" ارشاد فرمایا کہ ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں فرق یہ ہے کہ وہ سحر نہیں کھاتے اور ہم سحر کھاتے ہیں"

کچھ لوگ ایسے ہیں کہ وہ اس کے برعکس سحر میں اس قدر اہتمام کرتے ہیں کہ پورا وقت اسی میں صرف ہو جاتا ہے ظاہر ہے کہ وہ کسی معصیت کے مرتکب تو نہیں ہوتے لیکن ایسے قیمتی وقت کو محض خورد و نوش میں ضائع کر دینا کوئی اچھی بات نہیں ہے، یہ وہ قیمتی وقت ہے کہ اس کی فضیلت میں متعدد آیات قرآنی اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں، اللہ تعالیٰ اس وقت دنیا کے آسمان پر جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ الغرض عجب نور ظہور کا وقت ہوتا ہے اور خدا کی طرف متوجہ ہونے کا بہترین موقع ہوتا ہے۔ اس لئے اس وقت کی قدر کرنا چاہیئے۔

دوسری لائق توجہ بات یہ ہے کہ لوگ افطار کے اہتمام میں اس طرح مصروف ہوتے ہیں کہ یہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم غالباً ان کے ذہنوں سے ذہول کر جاتا ہے، کہ:-

"روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں، ایک
خوشی افطار کے وقت اور دوسری خوشی
اپنے رب سے ملاقات کے وقت"

افطار کے وقت کی یہ خوشی ایسی خاص خوشی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خوشی کو اور حضرت حق جل مجدہ کی ملاقات کی خوشی کو ایک ساتھ بیان فرمایا ہے، معلوم ہوتا ہے کہ روزہ کی نورانیت اور جذبہ اطاعت و بندگی سے چونکہ مومن کا قلب معمور ہوتا ہے اس لئے وہ اس وقت اپنے اندر ایک خاص کیف محسوس کرتا ہے اور حضور و شہود کے عجب عالم میں ہوتا ہے۔

ے بروائے عقل نامحرم کہ امشب باخیال او
عجب خوش خلوتے دارم کہ من ہم نیستم محرم

اس لئے اس خوشی کو محض کھانے پینے تک نہ

محدود رکھنا چاہیئے بلکہ اس سے بلند ہو کر کچھ سوچنا چاہیئے اور اس کی فکر کرنا چاہیئے۔

## قیام رمضان

ابھی آپ یہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ چکے ہیں کہ جس نے ایمان واحتساب کے ساتھ پورے مہینہ تراویح پڑھی، اس کے پچھلے گناہ معاف کئے گئے یہ کوئی معمولی نعمت نہیں ہے مگر افسوس کہ ہماری غفلت اس دولت کی بھی قدر نہیں کرنے دیتی ہے اور ہم یہ خیال نہیں کرتے کہ یہ راتیں ہمیشہ میسر نہ آئیں گی! کتنے مسلمان ہیں جو اس دولت سے کلیتہً محروم رہتے ہیں اور کتنے ایسے ہیں جو چند دن میں ایک قرآن سن لیتے ہیں، پھر اپنے کو فارغ سمجھتے ہیں حالانکہ سنت پورے مہینہ تراویح پڑھنا ہے جو لوگ تراویح کا التزام بھی رکھتے ہیں، رنج کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ عموماً ان کے سامنے رکعت شماری ہوتی ہے۔ الا ماشاء اللہ

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"کتنے قیام کرنے والے (یعنی تراویح پڑھنے والے) ہیں کہ ان کو قیام میں بے خوابی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا" (دارمی)

رمضان کی راتوں کو غفلت اور سستی کی وجہ سے ضائع نہ کرنا چاہیئے، بلکہ خضوع وخشوع کے ساتھ تراویح پڑھنا چاہیئے۔

تراویح میں دو منفعتیں ہیں اول تو یہ کہ تراویح پڑھنے کی سنت ادا ہوتی ہے، دوسرے یہ کہ قرآن مجید کے سننے اور سنانے کا شرف حاصل ہوتا ہے اور قرآن مجید کو رمضان المبارک کے بابرکت مہینہ سے جو ربط وتعلق ہے وہ ظاہر ہے، قرآن مجید اسی مہینہ میں نازل ہوا حضرت جبرائیل علیہ السلام رمضان کی ہر رات کو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات فرماتے اور حضرت جبرائیلؑ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید سناتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آخری رمضان میں دو مرتبہ قرآن مجید سنایا۔ الغرض قرآن مجید کو ماہ رمضان سے خاص مناسبت ہے اور تراویح میں اس مناسبت سے نفع اٹھانے اور قرآن سننے کا شرف حاصل ہو جاتا ہے۔

## آخری عشرہ

رمضان کا آخری عشرہ اپنے اندر برکتوں کا خزانہ رکھتا ہے،

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ:۔

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اس قدر مجاہدہ فرماتے تھے کہ اس کے سوا اتنا مجاہدہ کبھی نہ فرماتے۔ جب آخری عشرہ آتا تو حضورؐ خود بھی عبادت کے لئے کمربستہ ہو جاتے شب بیداری فرماتے، اور اہل وعیال کو بھی بیدار رکھتے"

## اعتکاف

یہی وہ عشرہ ہے کہ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف فرماتے تھے اعتکاف سنت موکدہ علی الکفایہ ہے یعنی ایک بستی میں بعض کے ادا کرنے سے سب کی طرف سے ادا ہو جاتا ہے، جس خوش نصیب کو موقع ہو وہ اس نعمت عظمیٰ کو ضرور حاصل کرے، اعتکاف کا مطلب یہ ہے کہ بندہ قلب وقالب کے ساتھ بارگاہ خداوندی میں حاضر ہے اور قرب ومعیت کا لطف اس کو حاصل ہے۔

یہ سنت بعض مقامات پر بالکل مردہ ہے راقم السطور کو خود ایسی بستیوں میں جانے کا اتفاق ہوا ہے جہاں کے لوگ اعتکاف کو جانتے ہی نہیں ہیں، اور اس کے برعکس کہیں ایسا بھی ہے کہ اعتکاف محض رسم کے طور پر کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اخلاص نصیب فرمائیں اور عقائد واعمال میں سچائی نصیب فرمائیں، یہ دونوں پہلو دردناک اور تکلیف دہ ہیں۔

## شب قدر

یہی وہ عشرہ ہے جس میں وہ مبارک رات آتی ہے جو اپنے برکات کے اعتبار سے ہزار مہینوں سے بہتر ہے اسی رات میں حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کے ساتھ اترتے ہیں اور ہر اس

باقی صہ ۲۱

# رمضان مبارک کے روزے

(محمد شفیع عمرالدین میرپورخاص سندھ)

## خاص مقصد

اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اے ایمان والو تم پر روضے فرض کئے گئے ہیں جس طرح ان لوگوں پر فرض کیے گیے تھے جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔

(البقرہ : آیت ۱۸۳)

قانونِ الہٰی کی پابندی سکھانا روزے کا خاص مقصد ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی امتوں سے بھی روزے رکھائے گئے۔

واللہ اعلم

جملہ معترضہ : ماہِ رمضان میں تین چیزیں مقصود نظر آتی ہیں ؛

اوّل : گھروں میں مذہبی تعلیم پھیلانا۔

دوم : قانونِ مذہب اور روحِ مذہب کا پابند بنانا۔

سوم : انتظام قائم کرنا۔

جملہ معترضہ : اقوامِ عالم میں ایک دستور معلوم ہوتا ہے۔ جس زمانہ میں جس قوم پر کوئی نعمت نازل ہو اس وقت اور اس دن اس کی سالگرہ مناتے ہیں اور خوشی کرتے ہیں۔ مسلمانوں پر نزولِ قرآن ایک نعمتِ عظمیٰ ہے اور اس کا نزول ماہِ رمضان میں ہوا، لہٰذا قرآن حکیم کی سالگرہ رمضان المبارک میں منائی جاتی ہے اور اس میں قرآن پاک کو دہرایا جاتا ہے، لہٰذا مسلمانوں کا نصاب تعلیم قرآن ہے، زمانۂ تعلیم رمضان ہے اور طریقۂ تعلیم صلوٰۃ التراویح ہے۔

واللہ اعلم

## روزوں کی فضیلت

حضرت سیدنا خواجہ محمد معصوم سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: "رمضان مبارک کے روزے ذوق کے ساتھ رکھنے چاہئیں اور بھوک و پیاس میں اپنی سعادت دیکھنی چاہیئے۔"

حدیث شریف میں آتا ہے، کہ ابن آدم کا ہر عمل اس کے لیے ہے، مگر روزہ کہ وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا (اور بدلہ) دونگا۔ روزہ درحقیقت انسان کے لیے سپر اور ڈھال ہے (گناہوں سے محفوظ رکھنے کے لیے) اس لیے تم میں سے جس شخص کا روزہ کا دن ہو، تو اس کو چاہیئے کہ نہ تو وہ کسی گناہ کا ارتکاب کرے (یا فحش اور بیہودہ بکواس کرے) اور نہ اس روز شور و شغف مچائے۔ (لڑائی جھگڑا کرتا پھرے) اور کوئی شخص اس کے ساتھ گالی گلوچ پر آمادہ ہو یا اس سے قتل و قتال کرنا چاہے، تو اس کو کہہ دینا چاہیئے کہ میں روزہ دار آدمی ہوں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہے، یقیناً روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک قیامت کے دن مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ ہے اور روزہ دار کے لیے دو فرحتیں ہیں جو اس کو مسرور و خوش کرتی ہیں۔ جب وہ روزہ افطار کرتا ہے تو اس کی فرحت حاصل ہوتی ہے اور جب وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا، تو اس وقت وہ اپنے روزے سے مسرور و خوش ہو گا۔ (جبکہ بے حد و حساب بدلہ اور ثواب بارگاہ رب العزت سے اس شخص کو روزہ کی وجہ سے عنایت فرمایا جائے گا۔

(صحیح مسلم شریف)

مسلمانی کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے ؛

(۱)۔ زبان سے اقرار کرو اور گواہی دو اس بات کی کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہیں اور (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے پیغمبر اور رسول ہیں۔ (۲) اور نماز ادا کرتے رہو (۳) اور زکوٰۃ دیتے

رہو (۴) اور رمضان کے روزے رکھتے رہو (۵) اور بیت اللہ کا حج کرو، اگر بیت اللہ کے سفر کی استطاعت (جانی اور مالی) ہو۔

اگر پانچ چیزوں میں سے کسی ایک میں خلل ہوا تو مسلمانی میں خلل آ جائے گا۔ لہٰذا جو گھر چار طرف کی دیواروں اور چھت پر کھڑا ہو اگر ان پانچ چیزوں میں اس میں ایک چیز نہ ہو گی تو وہ گھر ناتمام اور ویران ہو گا"

(از مکتوب - ۱۱ - دفتر دوم)

## ایک بڑی پر منفعت نیکی

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ روزہ ایک بہت بڑی نیکی ہے - اس سے قوتِ ملکیہ بڑھتی ہے اور قوتِ بہیمیہ کمزور ہو جاتی ہے - روح کی صفائی اور طبیعت کو دبانے کے لیے روزہ سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں - اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "روزہ خاص میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا"۔ روزہ سے بہیمیت کا جوش جس قدر کمزور ہوتا ہے اسی قدر گناہ دور ہوتے ہیں اور اس سے انسان کو فرشتوں کی حالت سے ساتھ مشابہت پیدا ہو جاتی ہے۔ پس وہ روزہ دار سے محبت کرنے لگتے ہیں - یہ محبت کا تعلق بہیمیت کے ضعیف ہو جانے کا اثر ہوتا ہے - (حجۃ اللہ البالغہ)

## روزہ دار کے لیے ہدایات

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ روزہ میں چھ باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔

(۱) آنکھوں کی حفاظت کریں - ان کو ہر اس چیز سے روکیں جو اللہ تعالیٰ کے سوا اس کو دوسری باتوں میں مشغول کرنا چاہے - خصوصاً اس چیز کو نہ دیکھیں جس سے شہوت اُبھرے - حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ، آنکھ کا دیکھنا شیطان کے تیروں میں سے ایک تیر ہے، جسے زہر کا پانی دیا ہوا ہے، جو اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اس سے بچے گا اللہ تعالیٰ اسے خلعتِ ایمانی عطا فرمائے گا، جس کی حلاوت خود اس کے دل میں آئے گی۔

پانچ باتیں روزہ دار کو نہ کرنی چاہئیں - ۱ - جھوٹ بولنا ۲ - غیبت کرنا ۳ - دوسروں کے عیب بیان کرنا ۴ - ناحق قسم کھانا - ۵ - اور شہوت کی نظر سے دیکھنا۔

(۲) زبان کی حفاظت کریں - بیہودہ باتیں نہ کریں - ذکر یا تلاوتِ قرآن مجید میں مشغول رہیں - مناظرہ لڑائی جھگڑا سب بیہودہ باتوں سے زیادہ زیاں کار ہیں - عیب اور جھوٹ بعض حضرات علماء کے نزدیک روزہ کو باطل کرتے ہیں.....

(۳) کانوں کی حفاظت کریں - وہ (غیر شرعی) بات جو کرنی نہ چاہیئے، وہ کانوں سے بھی نہ سننی چاہیئے - غیبت اور جھوٹ وغیرہ کے سننے والا غیبت و جھوٹ بیان کرنے والے کے ساتھ گناہ میں شریک ہے۔

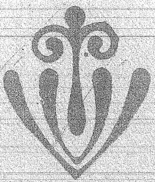
(۴) ہاتھ پاؤں اور بدن کے سب اعضاء کی حفاظت کریں - ان کو ناشائستہ (غیر شرعی) باتوں سے روکیں - جو شخص روزے رکھتا ہے اور وہ ایسی ناشائستہ (غیر شرعی) باتیں کرتا ہے، تو وہ اس بیمار کی طرح ہے، جو پھل کھانے سے تو پرہیز کرتا ہے، مگر زہر کھا لیتا ہے - یاد رکھیں ہر گناہ زہر (کی مانند) ہے - (اس سے بچیں)۔

(۵) - روزہ افطار کرتے وقت حرام و شُبہ کی چیز کھانے پینے سے پرہیز کریں۔.....

(۶) - افطار کے بعد دل خوف و امید کے درمیان معلق رہے - کیا خبر کہ (روزہ قابلِ قبول تھا، اور) قبول ہوا ہے یا نہیں .....

(کیمیائے سعادت)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان باتوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائے - آمین۔



# پاکستان کے مسائل
## اور
# اُن کا حل
# دس بنیادی مطالبات

میاں صفدر علی سیکریٹری نشریات تحریک نظام خلافت راشدہ اسلام آباد

برادرانِ اسلام اور عزیز ہموطنو!

ہمارے پیارے وطن پاکستان کے قیام سے اب تک ہم اس موعودہ سنہری دور کی ایک جھلک دیکھنے کو ترس رہے ہیں۔ جس کے تصور نے ہمیں بڑی بڑی قربانیاں دینے پر آمادہ کیا یعنی وہ سنہری دور جو اسلام کا اوّلین عہد کہلاتا ہے۔ اس نظام کی تڑپ کے علاوہ دنیا کی کوئی چیز ہمیں آگ اور خون کا وہ سمندر عبور کرنے پر آمادہ نہیں کر سکتی تھی جس سے ہم ۱۹۴۷ء میں گذرے۔

برادرانِ محترم! اس کا کیا سبب ہے کہ مسلمان بار بار ایک اُسی دور کو واپس لانے کی خواہش کرتے ہیں جو گذر چکا ہے؟ آئیے ذرا اس پر غور کریں۔

یہ دنیا (جیسا کہ آپ جانتے ہیں) ایک کے بعد دوسری آزمائش سے گذرتی رہی ہے اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ ان معاشرتی تجربات کا مقصد یہ ہے کہ ہر انسان کو معاشی اور سماجی سطح پر مساوی مرتبہ مل جائے۔ لیکن مسلمانوں کے لیے یہ طرح طرح کے تجربات زیادہ دلکشی نہیں رکھتے۔ کیونکہ آج کا انسان ان تجربات کے نتیجہ میں جو کچھ حاصل کرنا چاہتا ہے وہ سب کچھ مسلمانوں نے اپنے ہادی حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بدولت چودہ سو سال پیشتر حاصل کر لیا تھا۔ خلفائے راشدینؓ نے رسول اکرمؐ کے قائم کردہ شاندار معاشرتی نظام کو تقویت بخشی اور فروغ دیا۔ دورِ جدید کا انسان معاشرہ کو ارتقار کی جس شاندار معراج تک پہنچانا چاہتا ہے۔ اسلامی معاشرہ کی ابتدا وہاں سے ہوتی ہے۔

اگر لاکھوں فرزندانِ توحید جان کا نذرانہ پیش نہ کرتے، اور لاکھوں باعصمت مسلمان خواتین اپنے سہاگ اور عزت و حرمت کی قربانی نہ دیتیں تو پاکستان ہرگز وجود میں نہ آتا یہ تمام قربانیاں اس غرض سے دی گئی تھیں کہ ایک ایسا معاشرہ وجود میں لایا جا سکے جو ہر قسم کے ظلم و تشدّد سے پاک ہو اور مسلمانوں کو اللہ کی محبت اور خوف کے ماسوا ہر قسم کی غلامی سے نجات مل سکے۔ جہاں مسلمان شیطانی ہتھکنڈوں اور بھیڑیا صفت انسانوں کے پنجوں سے آزاد سادہ زندگی بسر کر سکیں۔ لیکن یہ کس قدر شرم اور افسوس کی بات ہے کہ ابھی تک قوم کا یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکا۔ گذشتہ بتیس سال میں کسی نہ کسی جھوٹے بہانے کو بنیاد بنا کر نظامِ اسلامی کے قیام کو پسِ پشت ڈالا جاتا رہا۔ چنانچہ ہم پوری دنیا میں بدترین صورتِ حال سے دو چار ہیں اور قوم ہر قسم کے جبر و استحصال کی چکی میں پس رہی ہے۔

کچھ لوگ جو خود کو قوم

کا مسیحا سمجھتے ہیں وہ اس کے کندھوں پر سوار ہیں اور اپنے بھاری بھر کم وجود سے قوم کو پاؤں تلے روند رہے ہیں وہ قوم کا گلا دبانے اور اس کی آواز بند کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ کچھ دوسرے لوگ اس کے سر پہ کاری ضرب لگا رہے ہیں، کچھ ایسے ہیں جو اسے خواب آور ٹیکے لگا رہے ہیں۔

لیکن افسوس! ایسا کوئی نہیں جو قوم کو درپیش مسائل میں دلچسپی لے اور ان کے حل کی صورت تلاش کرے۔ حالات کی ستم ظریفی ملاحظہ کیجئے کہ جو لوگ اسے ملیامیٹ کرنے پر تلے ہوئے ہیں وہی یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ قومی فلاح کی یہی ایک صورت ہے اور بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ دوسروں کے مقابلے میں وہ قوم کے زیادہ نبض شناس اور ماہر مستند طبیب ہیں۔

قوم کی خواہش یہ ہے کہ وہ دیگر اقوام عالم کے شانہ بشانہ آبرومندانہ زندگی بسر کرے، قوم یہ بات ثابت کرنے پر پختہ یقین رکھتی ہے کہ اسلام ایک "دین" ہے اور انسان کی فلاح کے لیے بہترین نظام حیات ہے یہی وہ نظام حیات ہے جو انسانوں کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ اپنے کردار کے اوصاف کو جلا دے کر انسانیت کی بہترین خدمت کے لیے بروئے کار لا سکے۔ لیکن قوم کے بدخواہوں کی کوشش یہ ہے کہ قوم کو اس کی شاندار خصوصیات سے اس طرح محروم کر دیں کہ وہ حصولِ راشن، روزگار، ادویات اور انصاف کی امید میں لمبی لمبی قطاروں میں کھڑی ہو کر اپنا قیمتی وقت اور صلاحیت ضائع کرتی رہے۔

ذرا تصور کیجئے کہ گذشتہ ۳۲ سال کے دوران جو لوگ فوت ہو چکے ہیں وہ حشر کے روز خداوند تعالیٰ کو کیا منہ دکھائیں گے، ان فوت ہونے والوں میں جو لوگ مجبور و بیکس تھے انہیں تو خداوند تعالیٰ کا سایۂ رحمت نصیب ہو جائے گا لیکن جو قوم کے قیمتی وقت کو ضائع کرتے رہے یا کسی سازش کے تحت یا اپنی نالائقی کے باعث قوم کی بیش بہا صلاحیتوں کو تباہ کرتے رہے ہیں۔ انہیں غضب اور ملامت کے سوا دربارِ خداوندی سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

جو حکومت قوم کو درپیش مسائل حل نہ کر سکے، اسے قوم پہ بطور حکمران مسلط ہونے کا کوئی حق نہیں۔ ایسی صورت میں خوددار حکومتیں از خود اقتدار سے کنارہ کش ہو جاتی ہیں۔ خلیفۂ ثانی حضرت عمرِ فاروق رضؓ نے اسی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے فرمایا تھا:۔

"اگر میری حکومت
میں ایک کتا بھی دریا
کے کنارے پیاس سے
مرے گا تو مجھے اس
کا جواب دینا پڑے گا"

ہم ملّتِ اسلامیہ اور اکابرین امّت کی شاندار تاریخ کی روشنی میں قوم کی طرف سے اپنے رہنماؤں، نمایاں شخصیات اور پاکستان کے آئندہ حکمرانوں کے سامنے حسب ذیل دس مطالبات پیش کرتے ہیں۔ ہمیں پورا یقین ہے کہ یہ قوم کے حقیقی مطالبات ہیں اور جو کوئی انہیں پورا کرنے سے پہلوتہی کرے وہ قوم کا بہی خواہ نہیں ہو سکتا۔ اور لوگوں کو اس پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے۔ ہمیں اپنے دل میں اس بات کا تہیہ کر لینا چاہیئے کہ جب تک

**یہ مطالبات**

پورے نہیں ہو جاتے ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے۔

## دس مطالبات

۱- خلافتِ راشدہ کے نظام
کو جو
الف: قرآن کریم کے اصولوں
ب: رسول اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ
اور
ج: خلفائے راشدین کے
نمونہ کے مطابق ہو۔
بلاتاخیر نافذ کیا جائے۔

۲- انسان کے بنیادی (معاشی
اور معاشرتی) ضروریات کی
ضمانت دی جائے یعنی
الف: صحت بخش غذا،
ب: موزوں لباس،
ج: مناسب مکان،
د: ضروری طبی سہولتیں،
ہ: ہر ایک کے لیے
میٹرک تک لازمی
اور معیاری تعلیم و
تربیت، اور مستحق
طلباء و طالبات کی
اعلیٰ تعلیم کے لیے
وظائف اور بلاسود
قرضے۔
و: ضروریاتِ نکاح کی
فراہمی، جس کے بغیر
معاشرہ پاکیزہ اور
صاف ستھرا نہیں
رہ سکتا۔
ز: عاجلانہ، آسان اور مفت
انصاف مہیا کرنا اور گشتی
عدالتوں کا قیام۔

۳- الف: ہر سطح پر قرآنِ عزیز
کو فوری طور پر تمام
تعلیمی اداروں میں
لازمی مضمون کی
حیثیت دی جائے کیونکہ
کیونکہ اسلام میں قرآن
ہی اہم ذریعہ ہدایت ہے۔
ب: عربی زبان کو تمام سکولوں
کالجوں اور یونیورسٹیوں
میں لازمی قرار دیا جائے
کیونکہ عربی نہ صرف
زبانوں کی ماں ہے بلکہ
قرآن پاک کی زبان بھی
ہے تاکہ دس یا بارہ سال
میں عربی پاکستان کی
قومی زبان بن جائے۔
ج: تبلیغ اسلام کے لیے اعلیٰ
سطح کا ایک اسلامی مشن
بلاتاخیر قائم کیا جائے۔
د: سات سے ستر سال تک
کی درمیانی عمر کے تمام
مرد و زن کے لیے لازمی
فوجی تربیت کا فوری اہتمام
ہونا چاہیے۔
ہ: تمام شادی شدہ افراد کو
سہولتیں مہیا کی جائیں۔
خصوصاً سرکاری ملازمین،
فوج اور پولیس کے
افسران و دیگر متعلقین
کو ہر چار ماہ کے بعد
اپنے اہل و عیال کے
ساتھ زندگی گزارنے کے
مواقع بہم پہنچائے جائیں۔

۴- سرکاری، غیر سرکاری، تجارتی
زرعی اور صنعتی تمام محکموں
کے ملازمین کے لیے منصفانہ
اور کم از کم اجرتوں کا فوری
طور پر تعین کیا جائے۔
مطالبہ ۲ کی روشنی میں
تمام غیر ملازم افراد کے
لیے بھی بنیادی ضرورتوں کا
اہتمام کیا جائے

۵- آزادئ اظہار رائے اور
جماعت سازی کی ضمانت دی
جائے۔ نظربندی اور سزا یابی
کی صورت میں پورے طرح
اسلامی انصاف فراہم کیا
جائے اور بنیادی انسانی
حقوق کی ضمانت دی جائے۔

۶- ایسے تمام سیاسی قیدیوں کو
کو فی الفور رہا کیا جائے
جن کی وفاداریوں کو سابقہ
حکومتوں نے ملک (نہ کہ
حکومتوں) کے ساتھ مشکوک
بنا دیا ہے۔ ان کو اسلامی
قانون کے مطابق انصاف
مہیا کیا جائے۔

۷- فیڈرل سکورٹی فورس کی طرز

پر منظم کی گئی تنظیمیں، جو
ملک کے بجائے صرف
حکمران اور حکومتِ وقت
کے وفادار ہیں، فوری طور
ختم کی جائیں کیونکہ فوج اور
پولیس کی موجودگی میں ایسی
تنظیموں کا قیام نہ صرف
یہ کہ فوج اور پولیس کی
توہین ہے بلکہ ایک قومی
جرم اور گناہ بھی ہے۔ ان
کی موجودگی فاشزم اور نازی ازم
کی یاد دلاتی ہے۔

نوٹ، علمائے کرام اور
مفتیانِ عظام کو ایسی تنظیموں کے
خلاف فتویٰ صادر کرنا چاہیئے۔

۸- غیر مسلم اقلیتوں کو اسلامی
تحفظ اور مطالبہ ۲ میں
مذکورہ جملہ بنیادی ضروریات
فراہم کی جائیں۔

۹- نام نہاد بنگلہ دیش کو مجرمانہ
طور پر تسلیم کرنے کے
اعلان کو فوراً واپس لیا جائے
اور المیۂ مشرقی پاکستان کے
متعلق حمود الرحمٰن کمیشن رپورٹ
بلاتاخیر شائع کی جائے۔

۱۰- گذشتہ تجربات کی روشنی میں
ثابت ہو چکا ہے کہ اقوام
متحدہ نہ صرف بیکار تنظیم
ہے بلکہ مشرقی دنیا میں بھی
قائم کرنے کے لیے فوری
اقدامات کئے جائیں اور اس
گواہوں کے بیانات سمیت
سلسلے میں اپنے دوست
چین اور دیگر مشرقی اقوام
کی حمایت حاصل کرنی چاہیے
اس کے ساتھ ساتھ مذکورہ
بالا دونوں اداروں کے
مابین توازن قائم رکھنے کیلئے
مسلمانوں کی ایک الگ متحدہ
تنظیم کے قیام کی کوششیں
بھی کرنی چاہئیں تاکہ عالم
اسلام کے جملہ امور مثلاً کشمیر
فلسطین (خصوصاً مسجد اقصیٰ)
صحرائے سینا و گولان کے
مسائل کو مناسب طریقے
سے سلجھایا جا سکے۔



باقی از ص ۱۵

بندہ کے لئے جس کو خدا کی یاد میں پاتے ہیں دعا کرتے ہیں
مختصر یہ کہ یہ مہینہ خدا کی طرف سے رحمتوں اور برکتوں
کا مہینہ ہے اور بندے کی طرف سے ریاضت و مجاہدہ
کا موسم بہار ہے، ہم جس قدر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں
گے اور ان کی طلب و جستجو میں اپنا وقت صرف کریں گے
انشاء اللہ اسی قدر بلکہ اس سے زائد ثمرات و برکات سے
فیض یاب ہوں گے۔ ؎

شاہ جاں مر جسم را ویراں کند
بعد ویرانیش آباداں کند
اے خنک جانے کہ در عشق مآل
بذل کرد او خاناں و ملک و مال
کرد ویراں خانہ بہر گنج زر
وز ہماں گنجش کند معمور تر

احمد عبدالرحمٰن صدیقی

# "دانائے راز" کے سلسلہ میں لاہور سے کراچی کا پہلا مطالعاتی دورہ

۱۴۔ اگلے دو دن تو اپنے احباب و متعارفین سے ملنے ملانے میں گزر گئے۔ کراچی کی وسعتیں وقت کی تنگ دامانی سے شکوہ کناں تھیں۔ البتہ مہتمم مدرسہ برادرِ محترم مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحب زید لطفہم سفر سے واپس ایک دن کے لئے پہنچے۔ وہ بہت خوش ہوئے۔ حسب وعدہ بعض حضرات کو فون کئے مگر سوء اتفاق کہ کوئی نہ مل سکا۔ پھر میرے استفسار پر کہ آپ کے والد باکمال گرامی قدر بزرگ حضرت المحدث مولانا عبدالرحمٰن صاحب کاملپوری رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت الشیخ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے بارہ میں کیا تاثرات تھے تو مفتی صاحب نے فرمایا کہ "وہ ان کے بہت قدر دان تھے اور جب بھی کوئی تفسیر و ترجمہ پڑھنے کی خواہش ظاہر کرتا تو اسے لاہور میں ہی جانے کا مشورہ دیتے تھے اور جب اور جگہوں کے دورۂ تفاسیر کے بارہ میں کچھ ایسی ویسی کمزور بات سنتے تو فرمایا کرتے اسی لئے تو میں دورۂ تفسیر کے لئے صرف لاہور کا مشورہ دیتا ہوں کہ وہاں صحیح عقائد و اعمال کی ترجمانی ہوتی ہے۔ اور علوم میں برکت آجاتی ہے۔" اس کے علاوہ مزید چیزیں اور حضرت علامہ بنوری رح کے خیالات لکھ کر بھجوانے کا وعدہ بھی فرمایا۔ اسی موقع پر مدرسہ کے ایک اور فاضل مدرس حضرت المحترم ڈاکٹر عبدالرزاق صاحب اسکندر سے بات چیت ہوئی۔ انہوں نے "پرویز کافر ہے" پر حضرت لاہوری رح کے دستخط فرمانے کا منظر لکھ کر بھجوانے کا وعدہ بھی فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام نوجوان فاضل علماء کو اپنے اکابر کا صحیح جانشین بنائے۔ آمین!

۱۵۔ ۳ اپریل ۱۹۷۹ء بروز منگل صبح اشراق کے وقت ایک مشہور معالج روحانی محترم جناب خواجہ شمس الدین صاحب عظیمی زید عنایتہم کی خدمت میں حاضری دی جنہوں نے ناشتہ کے لئے دعوت دی ہوئی تھی۔ وہاں پر کوئی دو ڈھائی گھنٹے علمی و نفسیاتی موضوعات پر سیر حاصل بات چیت ہوئی۔ بندہ اُن کے وسیع علم و تجربہ سے متاثر و محظوظ ہوا۔ انہوں نے بکمالِ مہربانی اپنے تمام خصوصی و عمومی وظائف و عملیات کی اجازتِ خاص سے نوازا۔ خواجہ صاحب سے بھی سیر کار کا تعارف حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے سوانحی سلسلہ میں ہی ہوا تھا۔ خواجہ صاحب محترم نے ایک مکتوب میں خود اپنی عقیدت اور خاندان والوں کو حضرت رح کا معتقد و معترف ہونے کا اظہار فرمایا تھا۔ ان کی خدمت میں ایک نمبر خاص خدام الدین کا تحفتاً نذر کیا اور انتہائی خوشی محسوس ہوئی۔

۱۶۔ اس کے فوری متصل حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ راشد حضرت العارف ڈاکٹر عبدالحئی صاحب دامت برکاتہم کی شرفِ ملاقات و دعا کے

حصول کی دیرینہ تمنا پوری کرتے ہوئے پاپوش نگر ناظم آباد ان کے مطب میں حاضر ہوا بہت ہی بزرگانہ شفقت و محبت سے پیش آئے اور اس سیہ کار نے تو کتب و سوانح کے ذریعہ حضرت الامام تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا جو حسین نقشہ ذہن میں بنا رکھا تھا۔ ہو بہو اس کی شبیہہ اپنے سامنے پاکر حیرت اور مسرت کے جذبات میں ڈوب گیا۔ بندہ نے مقصد حاضری اور حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ پر خدام الدین کا نمبر خاص ہدیتاً پیش خدمت کرتے ہوئے حضرتؒ کی سوانح مبارکہ کے بارہ میں عرض کیا۔ تو فرمایا "بہت اچھا خیال و عزم ہے مبارک ہو حضرتؒ کے فیوضات و برکات سے مالا مال ہوں"۔ پھر میں نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے تعارف و تاثر کے بارہ میں دریافت کیا تو فرمایا "تعارف تو اپنے حالات کی وجہ سے نہ رہا البتہ ان کے اخلاص، برکات اور روحانی و علمی کمالات سے باخبر ہوں۔ بہت نیک بلکہ کہنا چاہیئے اونچے اہل اللہ میں سے تھے۔ ان کے فیوضات پورے ملک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ماشاء اللہ تعالیٰ"۔ پھر ارشاد فرمایا کہ "اکثر سوانح صرف کمالات و فضائل پر مشتمل ہوتی ہیں جس کے پڑھنے کے بعد قاری "کاش" کا لفظ کہنے پر مجبور ہوتا ہے کہ کاش مجھے بھی ان کی صحبت میسر آتی۔ اس لئے میرا مشورہ ہے کہ ان کی مبارک تعلیمات بھی سوانح کے اندر سمو دینی چاہئیں مثلاً خود میں نے حضرت تھانویؒ کی ایک ایسی انداز کی سوانح لکھی ہے جس کا نام "مآثر حکیم الامت" ہے"۔ ایک عدد کتاب سامنے میز سے اٹھاتے ہوئے فرمایا اس پر بہت محنت کی ہے۔ اگر آپ اس کتاب کے طرز پر حضرتؒ کی سوانح تحریر فرما دیں گے تو زیادہ بہتر رہے گا تاکہ بعد والوں کو بھی استفادہ کا شرف نصیب ہو۔ اور اس کتاب کا ایک نسخہ بطور عطیہ یادگار اپنے دستخط مبارکہ کے ساتھ عنایت فرمایا۔ جو واقعی اپنی نوعیت کی عجیب و غریب مبارک چیز ہے پھر اپنی موقر تصنیف "اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم" کے بارہ میں ارشادات فرماتے رہے کہ اسے کن کن مراحل سے گذار کر مرتب فرمایا۔ اس ایک گھنٹہ کی صحبت مبارکہ کے آخر میں اپنی بہترین مبارک دعاؤں سے نوازا۔ جب ان سے الوداعی مصافحہ کر کے باہر نکلا تو شاداں و فرحاں بفضلہٖ اپنی قسمت پر از حد شاکر و نازاں تھا۔ الحمد للہ رب العلمین۔

اس کے بعد ایمپریس مارکیٹ میں ایک ظہرانہ اور سمن آباد گلبرگ میں ایک اہم تعارفی تقریب میں شرکت کے بعد واپس علامہ بنوری ٹاؤن اپنی قیام گاہ لوٹا۔

۱۷۔ کراچی میں حالیہ سفر کے آخری دن ۴ / اپریل ۷۹ء بدھ صبح ناشتہ کے بعد ویگن میں بولٹن مارکیٹ کی طرف مجلس علمی میں حاضری کی غرض سے جا رہا تھا کہ راستہ میں بندر روڈ پر جمگھٹا دیکھا جو اخبار پر ٹوٹ پڑے تھے۔ ویگن میں کسی نے کہہ دیا کہ "بھٹو کو پھانسی دے دی گئی"۔ یہ جملہ سنتے ہی ایک بجلی سے کوندی اور منہ سے بلا ساختہ اَلْعَظَمَۃُ لِلّٰہِ کے الفاظ نکلے اور قلب و ذہن میں دنیا اور اس کے کرّوفر کی بے ثباتی و ذلت اور قدرتِ خداوندی کی عظمت و جلال کا استحضار ہوا جو گھنٹوں قائم رہا۔

۱۸۔ مجلس علمی پہنچ کر ادارہ کے فاضل و محقق ناظم مولانا محمد طاسین صاحب سے ملاقات ہوئی۔ فضا بدلی اور علمی و روحانی افکار کچھ دیر بڑی سرعت و روانی سے طبیعت کو نہال کر گئے۔ مزید مسرت اس انکشاف سے ہوئی کہ مولانائے محترم بھی حضرت الشیخ

لاہوری رح سے دورۂ تفسیر پڑھ چکے
ہیں اور انہیں اپنا محبوب و عظیم
استاد سمجھتے ہیں۔ البتہ ان
پر اب تک کچھ نہ لکھ سکنے کو
گناہ عظیم سے تعبیر فرما رہے تھے
اور اب وہ وعدہ فرمالیا ضرور
لکھ کر بھجوا دوں گا۔ ان کے ذریعہ
کراچی کے بہت سے اہل علم و
فضل کے پتے معلوم ہوئے لیکن
وقت کی قلت کے پیشِ نظر اگلے
دورے میں ملاقات کا فیصلہ ہُوا۔

۱۹۔ وہاں سے مارکیٹ میں
گزرتے ہوئے عزیزم قاری ریاض محمد
سلمہٗ کو ساتھ لیا جو اپنے سامان
خریدنے کراچی پہنچے تھے اور محترم
حکیم جمال الدین صاحب سے ملتے
اللہ والا مارکیٹ پہنچے کہ ان سے
وعدہ کر چکے تھے۔ وہیں کراچی کی
جمعیت کے مشہور شخصیت محترم
جناب کپاڈیا صاحب سے ملاقات
ہوگئی۔ تعارف کے بعد پہلے وہ
اپنی دکان اور پھر اپنے مرشد
حضرت مولانا سید زوار حسین شاہ
صاحب مدظلہم نقشبندی مجددی کی
خدمت میں ہماری درخواست پر
ہمیں پہنچا گئے جن سے پہلی مرتبہ
ملاقات سیہ کار کی مرشد کامل
حضرت مولانا عبدالغفور العباسی
المدنی رحمۃ اللہ علیہ کے دورۂ کراچی
کے دوران ۱۹۶۸ء میں ہوئی تھی۔
اور اب شاہ صاحب کو حضرتؒ کی
سوانح کے بارہ میں نوشہرہ سے
لکھ چکا تھا۔ نماز ظہر کے بعد
کچھ دیر انہوں نے خصوصی شفقت
سے نوازا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے
انتہائی مدّاح اور معتقد ہیں اور
فرمایا کہ لاہور میں کئی دفعہ ان کے
اقتدار میں نماز جمعہ ادا کرنے کی
سعادت ملی۔ اور ان سے استفادہ کی
دولت نصیب ہوئی۔ انتقال کے بعد
ان کے مرقد مبارک پہ کئی دفعہ
حاضری کا شرف پایا۔ البتہ گمنامی
پسند ہونے کی وجہ سے اپنا تعارف
کرانے کی ہمت نہ تھی۔ دین پور شریف
اور حضرت مولانا عبدالہادی رحمۃ اللہ
علیہ سے بھی اپنی ملاقات اور اس
مرکز سے عقیدت کا تذکرہ فرمایا۔ دعا
کے بعد رخصت مانگی۔

۲۰۔ ملیر ہالٹ میں ایک عزیز سجاد احمد
صاحب کے ہاں جانا ضروری تھا۔ وہاں
سے دارالعلوم کورنگی روانہ ہوئے کہ
محترم کپاڈیا صاحب کی دکان سے
دارالعلوم فون کر کے حضرت مولانا محمد تقی
عثمانی زید مجدہم سے عصر کے بعد ملاقات
کا وقت طے ہو چکا تھا۔ راستہ میں تین
ویگنیں بدلنا پڑیں تاخیر سے
دارالعلوم پہنچے۔ حضرت مولانا گویا
منتظر ہی تھے۔ بہت اخلاق و
محبت سے ملے اور اپنے اندازے
سے زیادہ محبوب و نفیس شخصیت
پایا۔ اگرچہ ملاقات مختصر تھی
لیکن دلی تمنا پوری ہوئی۔ تفصیلات
بشرط زندگانی پھر سہی۔ اللہ تعالیٰ
حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ
کی مسندِ عظیم کو ان کے ذریعہ
شاد و آباد رکھے۔ آمین! یہ بھی
عجیب حسن اتفاق رہا کہ کراچی
میں ملاقاتوں کی ابتدار بھی
اسی دارالعلوم سے ہوئی تھی اور
آج اختتامی ملاقات بھی اسی
دارالعلوم میں۔ سبحان اللہ العظیم۔

۲۱۔ ۵/اپریل ۱۹۷۹ء کی تیز رو
سے روانہ ہو کر ۶/اپریل جمعہ کے
دن لاہور پہنچے۔ ایک عزیز کے ولیمہ
میں شمولیت کی۔

## بقیہ اداریہ

کا طریقہ اپنایا اور جن دکانداروں
نے اس گناہ کی منڈی کو قائم
رکھنے کے لیے احتجاج و ہڑتال
کا بھونڈا رویہ اختیار کیا ان
کو اقبال پارک کے وسیع میدان
میں اتنے کوڑے مارے جائیں کہ
ان کے رگ و ریشہ سے گناہ
کا تصور ختم ہو جائے — اگر
تمہاری حکومت ان فسق کی منڈیوں
کو ختم نہ کر سکی اور اسی طرح
پرمٹ جاری کرتی رہی تو خدائے
قادر و قہار کا غضب تمہیں
مرقع عبرت بنا دے گا۔

نہ جا اس کے تحمل پہ کہ بے ڈھب ہے گرفت اسکی
ڈر اسکی دیرگیری سے کہ سخت ہے انتقام اسکا

علو ۱۳ رمضان ۹۹ھ

# الجہاد

مقالہ نگار حضرت مولانا ظفر احمد صاحب قاسم مدرس دار العلوم عید گاہ کبیر والا

الحمد للہ الذی خلق الانسان وعلمہ البیان وفرض الجہاد لاعلاء کلمتہ۔ والصلوۃ والسلام علی سیدنا نبی عدنان محمد ن الذی بعث للناس کافۃ بشیرا ونذیرا وعلی آلہ واصحابہ الذین جاھدوا فی الدین ولم یخافوا لومۃ لائم۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم وجاھدوا فی اللہ حق جہادہ ھو اجتبکم وما جعل علیکم فی الدین من حرج ملۃ ابیکم ابراھیم۔ ھو سمّٰکم المسلمین من قبل وفی ھذا۔ لیکون الرسول شھیدا علیکم وتکونوا شھداء علی الناس۔ فاقیموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ واعتصموا باللہ ھو مولکم فنعم المولی ونعم النصیر (پ ۱۷) عن عمران بن حصین قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتزال طائفۃ من امتی یقاتلون علی الحق ظاھرین علی من ناواھم حتی یقاتل آخرھم المسیح الدجال (ابوداؤد)

یا ناعی الاسلام قم وانعہ — قد زال عرف وبدا المنکر

جناب صدر! معزز علماء، قابلِ احترام طلباء اور جذبۂ جہاد سے لبریز شرکاء، سب سے پہلے میں ارکینِ جمعیۃ طلباء اسلام کے ان معززین کا تہِ دل سے شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ جنہوں نے ایک غیر مستعد بلکہ غیر مستحق کو اس سعادت بھری مجلس میں نہ فقط شرکت کا موقعہ بخشا بلکہ عنوان جہاد سے مقالہ پڑھنے کی عزت بخشی۔ ساتھ ہی قلبی مسرت کا اظہار بھی کرتا ہوں کہ ذی علم حضرات کے انتخاب نے کچھ احساس ہمت بیدار کر دیا ہے ورنہ ان حضرات کا یہ میرے لیے بھی اور مجھے قریب سے جاننے والے حضرات کے لیے بھی سخت تعجب بلکہ اضطراب کا باعث ہے کہ مضمون اتنا وسیع اور بلند کہ جس کے ماخذ سے ہی کوشش، قوت اور مشقت کا اظہار ہوتا ہے لیکن اس کے داعی میں ان صفات سے متضاد، غفلت، ضعف اور عدم تحمل کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے ظاہر ہے کہ جس میں کسی لفظ کا مادہ اشتقاق ہی مفقود ہو اس پر وہ مشتق لفظ کیسے بولا جا سکتا ہے، جہاد پر لیکچر کوئی مجاہد دے۔ میرے جیسا کمزور اور مضمون جہاد

ع برعکس نہند نام زنگی کافور کا مصداق ہے

پھر ان مجاہدین اسلام اور مبلغین ملّی کا تذکرہ میں کس زبان سے کروں جب کہ کچھ تصرف کے ساتھ بقول اقبال

مجھے آبا سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ میں گفتار وہ کردار میں ثابت وہ سیارہ

اور بقول کسے ع

ما قصۂ سکندر و دارا نخواندہ ایم
از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس

لیکن غالباً ان مشفقانِ اُمت نے کام لینے کی ایک ترکیب سوچی یا احساسِ ندامت کا طریقہ اختیار کیا کہ کیوں نہ مضمون جہاد دے کر اس کی اپنی تربیت کی جائے کہ قائل یا مقرر اگر وہ احساسِ انسانیت رکھتا ہے تو ہر مضمون یا لفظ پر اپنے گریبان میں بھی تو جھانکے گا جس سے ایک مؤثر مضمون کو اس کا اپنا بزدلی سے ملوث ضمیر و سینہ بھی قبول کیے بغیر نہیں رہ سکیگا۔ خدا تعالیٰ ساتھیوں کے اس انتخاب کو بامعنی و مفید بنائے آمین!

حضرات میں نے آپ کے سامنے قرآن حکیم کے سترہویں پارہ کی آخری آیت تلاوت کی ہے اور نبی اکرم

فداء ابی و امی کے پاکیزہ فرمان کو پیش کیا ہے۔ اس آیت مبارکہ میں خدا تعالیٰ مجھے اور آپ کو صحیح سمجھ کر مضبوطی سے عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرات طلباء کرام! اس آیت مبارکہ میں خدا تعالیٰ نے ایک ہی مضمون کو مختلف عنوانوں سے بیان فرمایا:۔ جاھدوا فی اللہ حق جہادہٖ میں حکم فرمایا ھو اجتبٰکم میں ترغیبِ عمل ہے وما جعل علیکم فی الدین من حرج میں تسلی ہے۔ ملۃ ابیکم ابراھیم میں نمونہ عمل بیان فرمایا ھو سمّٰکم المسلمین من قبل و فی ھذا میں شوقِ عمل بصورت انعام کو بیان فرمایا لیکون الرسول شھیداً علیکم و تکونوا شھداء میں احساس ذمہ داری کا بیان ہے اور فاقیموا الصلوٰۃ و اٰتوا الزکوٰۃ وہ اعمال جو معاون جہاد ہیں ان کا حکم فرمایا واعتصموا باللہ میں وعدہ تعاون ہے۔ تمام اجزاء کا انشاء اللہ بیان اثنا مضمون میں اجمالاً چلے گا۔ چنانچہ پہلا حکم ہے کہ وجاھدوا فی اللہ حق جہادہٖ یعنی اے مسلمانو! خدا تعالیٰ کے دین میں خوب کوشش کرو جیسا کہ کوشش کرنے کا حق ہے اس میں لفظ جہاد استعمال ہوا ہے۔ لفظ جہاد نکلا ہے۔ جُہد یا جَہد سے جس کا معنی ہے کوشش، طاقت اور مشقت اور جہاد کا لغوی معنی ہے دشمن کی مدافعت میں پوری طاقت صرف کرنا (مفردات راغب) شریعت کی اصطلاح میں جہاد کا مفہوم ہے حق کا بول بالا کرنے اسلام کا تحفظ اور اسلام کو سربلند کرنے یا رکھنے اپنی پوری طاقت کو استعمال کرکے مشقتوں کو برداشت کرتے ہوئے ہر قسم کی کوشش و جدّ و جہد کرنا۔

## مقصدِ جہاد

جہاد سے مقصود حق و صداقت کی حفاظت اور فتنہ و فساد کا ازالہ کرنا ہے جیسا کہ ایک تجربہ کار ماہر اور مشفق حکیم مریض کے جسم میں جمع شدہ گندے اور متعفن مواد کو سب سے پہلے دوائی کے ذریعہ تحلیل کرنے اور دبانے کی کوشش کرتا ہے تاکہ وہ مواد اصلاح پذیر ہو کر پورے جسم کا جزو بن جائے لیکن اگر ڈاکٹر کو اس میں ناکامی ہو اور وہ محسوس کرے اب یہ ناسور پورے جسم کی ہلاکت و ضیاع کا باعث بنے گا بالآخر مریض کو ہلاکت سے بچانے اور باقی جسم کی حفاظت کے لیے اپریشن کے ذریعہ اس گندے اور متعدی ناسور کو ختم کر دیتا ہے پوری سمجھدار دنیا ڈاکٹر کے اس فعل کو عین حکمت و دانائی قرار دے کر اسے صداقت و مہارت کا سرٹیفکیٹ فراہم کرتی ہے۔ اسی طرح عدل و انصاف کا پیکر اسلام اور امن و آشتی کا صحیفہ مقدس یعنی قرآن بھی اپنے پیروکاروں کو خصوصاً اور پورے عالم انسانیت کو عموماً تلقین کرتا ہے کہ پوری انسانیت ایک جسم کی مانند ہے اور اس کی صحت و توانائی خدا تعالیٰ کے عادلانہ نظام سے وابستہ ہے۔ جملہ اہلِ اسلام کا فرض ہے کہ تمام انسانوں کے لیے اس عادلانہ نظام امن سے بہرہ ور ہونے کے مواقع فراہم کریں۔ مظلوم و مجبور قوموں مضطر و مقہور انسانوں کو ظالم و جابر قوتوں کے پنجۂ استبداد سے چھٹکارا دلانے کی بھرپور سعی و کوشش کریں۔ سب سے پہلے ظالم و جابر کے سامنے حق و صداقت عدل و انصاف کے دلائل و براہین پیش کیے جائیں اور اُسے خوب سمجھانے کی سعی کی جائے۔ اگر وہ ظالم ان عالمگیر عادلانہ نظام کے دلائل کے پیشِ نظر اسلام کی راہنمائی قبول کرکے ظلم و ستم سے باز آ جائے تو پھر اس کی جان و مال عزت و آبرو کو ویسے ہی قابلِ احترام اور قابلِ تحفظ سمجھا جائے گا جیسے ایک مخلص مسلمان کی اور پھر وہ غیر مسلم اس عادلانہ نظام کے تحت رہ کر اپنے عقیدہ اور مذہبی رسومات میں آزاد ہوگا جیسے ایک مرتبہ عیسائیوں کا ایک ڈیپوٹیشن (وفد) آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی مسجد

میں ٹھہرایا کونسی مسجد وہ مسجد (رخدا کی قسم) کعبہ اقدس کے بعد خُدا کے نزدیک اس سے بہتر کوئی بہتر کوئی اور محترم و محبوب جگہ نہیں۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ جب اتوار کا دن آیا تو ان لوگوں کو اپنی عبادت کی ادائیگی کے لیے تشویش ہوئی۔ جب واقعہ کا علم اس وجود اقدس کو ہوا جو کسی کے فکر و غم کو برداشت نہیں کر سکتا تھا تو آپ نے عیسائیوں کو تسلی دی اور فرمایا کہ کچھ ملال و تردد نہ کرو۔ یہ میری مسجد عبادت کے لیے ہے تم شوق سے اپنے طریقہ پر اپنی نماز ادا کرو نہ مجھے کوئی اعتراض ہے اور نہ ہر کوئی اور مسلم اعتراض و تعارض کرے گا۔ چنانچہ وہ خوش ہو گئے اور یورپ کی طرف منہ کر کے اپنے طریقہ کے مطابق نماز ادا کی۔ آج نام نہاد جمہوریت پسند یورپ اپنی توصیف و تعریف میں زمین آسمان کے قلابے ملاتا ہے۔ حالانکہ چمڑے کے گوروں کی سڑکوں پر قدرت کے بنائے ہوئے کالوں، سیاہ فاموں کو چلنے کی بھی اجازت نہیں ہے چاہے وہ اپنے مسلک و عقیدے عیسائیت پر یقین رکھنے والے ہی کیوں نہ ہوں۔ کالوں کو گوروں کے سکولوں اور کالجوں میں داخلہ لینے کی اجازت نہیں ہے لیکن اسلام کے عالمگیر مسلک کے داعی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی پاکیزہ عبادت گاہ کو معاند کفار کے لیے بھی عبادت گاہ بنا دیا۔ ہاں اگر حق و صداقت کے براہین اور دلائل اور قیام امن کے سارے وسائل و ذرائع ظالم قوت کے سامنے بالکل بے اثر اور بے وقعت ثابت ہوں اور ظلم و طغیان کی ضد و عناد کے پیش نظر طاقت کا استعمال ناگزیر ہو جائے تب بامر مجبوری اسلام علیٰ جراحی اور کامیاب آپریشن کی اجازت دیتا ہے کہ جس سے ظالم قوت پوری طرح مفلوج ہو جائے اور یہ گندہ ناسور پوری آزادی سے اپنے حقوق انسانیت استعمال کر سکے۔ پس جہاد کو محض قتال سے تعبیر کرنا ہمارے بعض مصنفین کی سخت غلطی اور یورپین معترضین کی انتہائی نادانی ہے۔ موجودہ جنگ و قتال اور اسلامی جہاد میں فرق ہی یہ ہے کہ موجودہ جنگ و قتال محض توسیعی عزائم، وسعت رقبہ، پسماندہ قوموں کا استیصال یا محض قومی علاقائی عصبیت اور اپنی اجارہ داری کے لیے لڑی جاتی ہیں جب کہ اسلامی جہاد ہر وہ سعی و کوشش ہے۔ ہر وہ انتہائی جِد و جُہد ہے اور ہر وہ راہ عمل کی سختی کی برداشت ہے اور ہر وہ تلاش مقصود کا ابتلا راہ ہے اور ہر وہ مصائب کا و شدائد کا تحمل ہے جو حصول حق کے لیے ہو قیام عدل و انصاف کے لیے ہو، بقاء انسانیت کے لیے ہو صداقت و حقیقت کی خاطر ہونے کے قیام اور برائیوں کے ازالہ کے لیے ہو اور مرضی خداوندی کے تابع اور تمنائے شیطان کے مخالف ہو۔ در اصل یہ تمام صورتیں جہاد فی سبیل اللہ ہیں خواہ یہ سپاہی ہوں یا اخلاقی ہوں یا باصطلاح دیگر دینی ہوں یا تمدنی۔ عزیز طلباء حضرات یہ ایک تربیتی مقالہ ہے کہ جس میں فقط ترغیبی معروضات پیش کرنا ہیں یہ کوئی تصنیف یا تالیف کتاب نہیں تاکہ کسی مضمون کے پورے مالہ و ماعلیہ پر بحث کی جائے اور وقیعہ اشکالیات بھی کیا جائے تاہم ایک مشہور اور اہم اشکال کا ازالہ کرتا جاؤں وہ یہ کہ عموماً مادی دنیا کے یہ نام نہاد مفکرین اور خصوصاً عیسائیت کے جھوٹے نام لیواؤں کی طرف سے یہ اشکال کیا جاتا ہے کہ اسلام کا یہ پھیلاؤ تلوار کے زور سے ہوا نہ کہ اس کی حقانیت اور صداقت کی تائید سے۔ میں اس کے واضح جواب سے قبل ایک تجزیہ کرتا ہوں کہ اسلام و ایمان نام ہے تصدیق قلبی کے بعد اقرار لسانی اور عمل بالارکان کا۔ یہ تعریف نظریہ محدثین کے تحت ہے ورنہ بعض ائمہ

اکابر کے نزدیک تو فقط تصدیق بالقلب کا نام ہے۔ بہر حال قلبی تصدیق اہم جزوِ ایمان ہے اور پوری عقل مند دنیا جانتی ہے کہ تلوار کے زور سے کوئی لفظ تو زبان سے نکلوایا جا سکتا ہے۔ دل میں بات نہیں ڈالی جا سکتی۔ پھر ہم الزامی طور پر ان معترضین سے سوال کر سکتے ہیں کہ آج جب کہ ایٹمی دنیا میں اشتراکیت اور سامراجیت پوری دنیا میں حکمرانی کر رہی ہے تو تلوار سے زیادہ کہیں طاقتور ایٹمی قوت سے کیوں نہیں پوری دنیا کو اپنے مسلک کے اعتبار سے مطیع و فرماں دار بنا لیتے اور پھر جب کہ اسلام کا ایک واضح حکم موجود ہے کہ عقائد و اعمالِ اسلامی سے انحراف کے باوجود اگر کوئی کافر ریاست اسلامیہ کی خلوصِ دل سے شہریت قبول کرے اور جزیہ دینا منظور کرے تو بھی اسلام کے نزدیک اسی طرح محترم ہو جاتا ہے جیسا کہ ایک مخلص مومن، نیز مسلم حکومتوں کو یہ اسلام کی طرف سے دیا ہوا اختیار ہے کہ جب چاہیں حسب مصلحت غیر مسلم حکومتوں سے معاہدہ جات کر سکتی ہیں۔ خود نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد عرب قبائل سے مختلف نوعیت کے معاہدے فرمائے اور انہیں تا ہیچ دوسری جانب سے عہد شکنی نہیں ہوئی مکمل طور پر نبھایا۔ یہ نہیں کہ سیٹو سینٹو کا معاہدہ تو کیا جائے پاکستان کے ساتھ اور ہر قسم کی کھلم کھلا امداد کی جائے۔ بھارت کی، یا سلطنت عثمانیہ کے وقت انگلش معاہدے اور اس کی دھجیاں بکھیرنے کو پوری دنیا جانتی ہے۔

نیز تاریخ اسلام اور واقعاتِ عالم کی روشنی میں دیکھا جائے تو صاف نظر آتا ہے کہ ابتدائی دورِ اسلام میں بالخصوص مکہ مکرمہ کی تیرہ سالہ تبلیغی زندگی میں کسی شخص کا اسلام لانا فقط آگ کے انگاروں پر لیٹنا نہیں بلکہ اپنی اور پورے خاندان کی جان سے کھیلنا پڑا تھا۔ ظلم و تشدد کا کونسا حربہ تھا جو اس وقت کے مسلمانوں کے خلاف استعمال نہ کیا گیا ہو۔ رونگٹے کھڑے کر دینے والے شدائد و مصائب کے باوجود ہزاروں افراد نے اسلام قبول کیا اور اس وقت جب کہ انہیں خود اسلام کی طرف سے عفو و درگذر کرنے کا حکم تھا۔ تلوار تک اٹھانے کی اجازت نہ تھی۔ آخر ہمیں بتایا تو جائے کہ حضرت صدیق رض، فاروق رض، عثمان رض، علی رض، خباب رض، عمار رض، یاسر رض، بلال رض، صہیب رض و زید رض شہیدۂ اسلام سمیہ رض و ابوذر رض رضوان اللہ علیہم اجمعین کو کس طاقت یا ترہیب نے مجبور کیا تھا کہ زخموں پر زخم کھانے کے باوجود دہکتی آگ پر لٹائے جانے کے باوجود (جب کہ اسلام بھی تحفظِ جان کی خاطر کلمہ کفر کی اجازت دیتا ہے) اعلاء کلمۃ اللہ کرو اور نبیؐ صداقت کے ساتھ عشق و محبت کا اعلان کرو۔

اسلام کی اس حیرت انگیز کامیابی اور محیط عالم کامرانی کا اصل سبب؟ بلکہ واحد سبب یہ ہے کہ اس میں ابدی سچائی فطری سادگی، عالمگیر اخوت بے نظیر مساوات، امن و سلامتی ہے۔ انہیں پرکشش صفات کو دیکھ کر حق پسندوں نے اُسے قبول کیا۔ مظلوم و مقہور قوموں نے اسے نجات دہندہ سمجھ کر دعوت دی۔ امن و آشتی اور اخلاق کے پیاسوں نے اُسے ابرِ کرم سمجھ کر نہ یہ کہ خود پیا بلکہ پوری دنیا کو یہ جام پلائے۔ الغرض اسلام اپنی حقانیت کے ظاہری و باطنی مضبوط شواہد کی وجہ سے از خود لوگوں کے دلوں میں اُترتا گیا اور متلاشیانِ حق باطل کی زبردست مزاحمت کے باوجود حلقہ بگوشِ اسلام بنتے گئے۔

حضرات گرامی! میں بہت طویل بحث میں چلا گیا۔ اب اصل بحث کی طرف عود کرتا ہوں۔ چنانچہ جہاد باعتبارِ آلہ کے چند قسم ہے۔ (۱) جہاد بالسیف (۲) جہاد باللسان، (۳) جہاد بالقلم۔ (۴) جہاد بالمال وغیرہ۔ پھر ہر ایک قسم باعتبارِ محل کے چند قسم ہے۔ مثلاً جہاد بالکفار یا بالبغاۃ یا بقطاع الطریق اور جہاد بالنفس (باقی آئندہ)

# تعارف وتبصرۂ کُتب

## تسکین الصدور:

حضرت محقق العصر مولانا محمد سرفراز خانصاحب صفدر کی معرکۃ الارار کتاب تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموتیٰ فی البرزخ والقبور کا دوسرا ایڈیشن ہمارے سامنے ہے جو درمیانے سائز کے ۴۳۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب اس زمانہ میں لکھی گئی جب اہلِ حق سے اپنی نسبت کا دعویٰ رکھنے والے بعض حضرات نے بعض طے شدہ مسائل کے معاملہ میں اپنی الگ راہ اختیار کی اور ملک میں ایک افسوسناک صورتحال پیدا ہو گئی۔

جمعیۃ علمار اسلام نے حضرت مولانا کو توجہ دلائی، انہوں نے ان نازک موضوعات پر قلم اٹھایا اور ایک مسودہ مرتب کیا، جس کو ملتان میں اہلِ علم کی ایک مجلس میں حرفاً حرفاً پڑھ کر سنایا گیا۔ اس مجلس میں شریک بعض اہلِ علم نے بعض مقامات پر ترامیم کا مشورہ دیا، جسے فاضل مصنف نے بخوشی قبول کر لیا اور یوں ملک بھر کے سنجیدہ اور اہل الرائے حضرات کے اطمینان کے بعد یہ کتاب کتابت و طباعت سے آراستہ ہو کر سامنے آ گئی۔ ہندو پاک کے اکابر علمار حق مولانا سید فخر الدین احمدؒ، شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند مولانا مفتی مہدی حسنؒ مفتی اعظم دیوبند، مولانا قاری محمد طیب قاسمی، مولانا حبیب الرحمن اعظمی، مولانا خیر محمد جالندھریؒ، مولانا شمس الحق افغانی، مولانا سید محمد یوسف بنوری، مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی، مولانا محمد عبداللہ درخواستی، مولانا ظفر احمد عثمانی، مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک، مولانا عبدالخالق منظفر گڑھی، مولانا خان محمد صاحب کندیاں، مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کراچی، مولانا سید گل بادشاہ مردانی، مولانا دوست محمد قریشی، مفتی احمد سعید صاحب سرگودھوی، مولانا نذیر اللہ صاحب گجراتی اور مولانا مفتی محمود صاحب نے کتاب کا بنظر امعان مطالعہ کیا اور اپنی قیمتی آرار سے کتاب کو مزین کیا۔ اکابر علمار کی اجتماعی اور انفرادی تصدیقات سے مزین اس کتاب میں فاضل مصنف نے درج ذیل مسائل پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ قبر کا مفہوم، راحت و عذاب کا اسلامی نظریہ، قبر میں اعادہ روح حیات انبیاء علیہم السلام کا عندالقبور سماع، عام سماع موتیٰ اور مسئلہ توسل قرآن و حدیث اور حضرات سلف کی عبارات سے ان مسائل پر فاضلانہ گفتگو کرنے کے ساتھ ساتھ ان تمام اعتراضات کا مسکت جواب دیا گیا ہے، جو مخالفین کی طرف سے مختلف اوقات میں مختلف مسائل کے سلسلہ میں پیش کیے گئے نیز پہلے ایڈیشن کے بعد مخالفین کی طرف سے جو رسائل و کتب سامنے آئیں ان سب پر ناقدانہ نظر ڈالی گئی ہے۔ اس طرح یہ کتاب ان مسائل پر حرفِ آخر کا درجہ رکھتی ہے اور ہمیں یقین ہے کہ اگر تعصب و ہٹ دھرمی سے بالاتر ہو کر تحقیقِ حق کے جذبہ سے کام لیا گیا تو انشاءاللہ تمام الجھنیں ہو جائیں گی اور راہِ حق و صواب کا سمجھنا آسان ہو جائے گا۔

فاضل مؤلف کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو راہِ حق سے بھٹکے ہوئے حضرات کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنائے۔

آفسٹ کی خوبصورت کتابت بہترین سفید کاغذ، ڈائی دار جلد سے مزین یہ کتاب چالیس روپے میں ادارہ اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ سے دستیاب ہے۔

## بریلوی فتوے

یہ بات المیہ سے کم نہیں

کہ جب ساری قوم انگریز کے ظالمانہ تسلط کے خلاف آزادی کی جنگ لڑ رہی تھی، تو "اعلحضرت بریلوی" اور ان کے خوشہ چین مجاہدین آزادی کے خلاف "تکفیر بازی" کا مکروہ شغل اختیار کیے ہوتے تھے۔ اور انگریز بہادر کی شان میں قصیدے پڑھ رہے تھے۔ برصغیر کی کوئی قابل ذکر شخصیت اور جماعت ایسی نہ تھی جو ان حضرات کی ناوک افگنی سے بچی ہو۔ آجکل پھر شوقِ تکفیر زوروں پر ہے اور سنیّت کے نام پر اسقدر ہنگامہ آرائی کی جا رہی ہے کہ الامان۔ اس فساد و شرارت سے خدا کے گھر تک محفوظ نہیں۔ اور ان میں لڑائی کی مستقل بنیاد کھڑی کر دی گئی ہے، لیکن جو لوگ اعلحضرت بریلوی اور ان کے خانوادہ کی تاریخ سے واقف ہیں، ان کے لیے یہ کوئی نئی چیز نہیں

مولانا نور محمد صاحب نے ایک زمانہ میں "تکفیری افسانے" کے نام سے ایک ضخیم کتاب مرتب کی تھی، جس میں جناب احمد رضا بریلوی اور ان کے لگے بندھوں کے تکفیری فتوؤں کو بڑی تفصیل سے مرتب کیا تھا، جس کا مقصد اس المناک صورت سے دنیا کو آگاہ کرنا تھا۔

خانوادۂ بریلی کی تازہ مہم کے پیشِ نظر "انجمن ارشاد المسلمین" نے اس کتاب کی تلخیص کر کے "بریلوی فتوے" کے نام سے شائع کیا ہے۔ جس کی ابتداء میں ایک مقدمہ شامل کر لیا گیا ہے، جس میں بعض نئے نکات سامنے آتے ہیں۔ ان میں ایک نکتہ ہندوستان کے مشہور مدعیٔ نبوت اور انگریز کے ایجنٹ مرزا غلام احمد قادیانی اور اعلحضرت بریلوی کے خانوادوں کے باہمی تعلقات پر مشتمل ہے۔ جس سے کند ہم جنس باہم جنس پرواز کی مثل کی صحت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس کتابچہ میں اس رسوائے زمانہ سپاس نامہ کو بھی شامل کر لیا گیا ہے جو اس خانوادہ کے مشائخ نے ظالم انگریز گورنر جنرل اوڈوائر کو پیش کیا تھا۔ ساتھ ہی بعض جدید فتوے بھی ضمیمہ کے طور پر شامل کر لیے گئے ہیں۔ اس طرح یہ کتاب بریلی دین کی مستند دستاویز بن گئی ہے جو عشقِ رسالت کے نام نہاد مدعیوں کو آئنہ دکھانے کے لیے بہت کافی ہے۔ انجمن ارشاد المسلمین اس سے قبل بھی اس عنوان پر بڑا وقیع اور قیمتی لٹریچر شائع کر چکی ہے۔ یہ رسالہ بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ جو تبلیغی مقاصد کی خاطر صرف پانچ روپے میں انجمن کے دفتر ۶۔ بی شاداب کالونی حمید نظامی روڈ لاہور سے دستیاب ہے۔

## تحقیق متعہ

حضرت الامام لاہوری کے خلیفہ ارشد مولانا مفتی بشیر احمد صاحب پسروری کا یہ رسالہ چھٹی بار منظرِ عام پر آ رہا ہے۔ جس کو آپ کے ہونہار صاحبزادے مولانا رشید احمد صاحب نے جدید انداز میں مرتب کیا ہے۔ مولانا موصوف نے اصلاح و عقائد و رسومات کے سلسلہ میں جو انقلابی کارنامے سرانجام دیئے یہ رسالہ اس کی ایک کڑی ہے۔ رفض و سبائیت جو اسلام کی پہلی حزبِ اختلاف کا ہمیشہ سے پارٹ ادا کر رہی ہے، نے جس طرح اخلاقی قدروں کا حلیہ بگاڑا ہے اس کا منہ بولتا ثبوت متعہ جیسی قبیح رسم میں نظر آتا ہے۔ مولانا موصوف نے اس مسئلے کے تمام پہلوؤں پر سیر حاصل روشنی ڈالی ہے، لیکن آپ کا اندازِ گفتگو مدلل ہونے کے ساتھ ساتھ ناصحانہ بھی ہے، جس کا مقصد فریقِ مخالف کو چڑانا نہیں، بلکہ دعوتِ حق ہے۔

ہمیں امید ہے کہ سُنّی دوست اس رسالہ کو اپنی معلومات میں اضافہ کے لیے توجہ سے پڑھیں گے اور شیعہ دوست اسے پڑھ کر اپنی اصلاح کی فکر کریں گے۔ یہ رسالہ اڑھائی روپے میں کتب خانہ رشیدیہ پسرور ضلع سیالکوٹ سے مل سکتا ہے۔

# رہبرِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

اُس رہبرِ اعظم سے جو منقول نہ ہو گا
وہ ضابطہ ہرگز کبھی معقول نہ ہو گا!

وہ روس کا دستور ہو یا چین کا آئین
اس پاک وطن میں کبھی مقبول نہ ہو گا

ملتا ہے مدینے سے جو پیغامِ محبت
وہ اور کسی سمت سے موصول نہ ہو گا

اغیار کے حق میں بھی وہ الطاف و کرم ہیں
ہرگز یہ کسی اور کا معمول نہ ہو گا

پیغمبرِ اسلام کی سیرت کے علاوہ
جو کچھ بھی ہو اسلام پہ محمول نہ ہو گا

جو ختمِ نبوت کے عقیدے کو نہ مانے
اُس شخص سے بڑھ کر کوئی مجہول نہ ہو گا

جس دل میں محمدؐ کی محبت رہے بزمیؔ
وہ حرص و ہوس میں کبھی مشغول نہ ہو گا

خالد بزمیؔ

ٹیلی فون نمبر ۶۷۵۴۵ | ماہنامہ خدام الدین لاہور | رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۰۷۳

# کل پاکستان نظام مصطفیٰ کانفرنس لاہور

ملک کی مثبت سیاست میں سنگ میل ثابت ہوگی اس میں زیادہ سے زیادہ شرکت فرما کر فرقہ وارانہ کشیدگی علاقہ پرستی اور باطل نظریات کا پرچار کرنے والوں کو بتا دیجیے کہ قوم صرف مکمل اتحاد اور اسلامی نظام کی متقاضی ہے۔

مفکرِ اسلام حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ نے اس پیرانہ سالی اور علالت کے باوجود ملک میں امن و آشتی اتحاد و یگانگت کے لیے جو جدوجہد اور مکمل اسلامی نظام کے لیے محنت کی ہے ہم اس پر انہیں خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں اور اکابر جمعیۃ کو ہر قسم کے تعاون کا یقین دلاتے ہیں۔

## سید غلام نبی شاہ امیر و دیگر اراکین جمعیۃ علماء اسلام ضلع مانسہرہ

# مدرسہ عربیہ حنفیہ سراج العلوم رجسٹرڈ جامع مسجد مدنی جبوڑی

مسلک دار العلوم دیوبند کی معروف دینی درس گاہ

تقریباً چودہ سال سے علوم اسلامیہ کی درسی و تبلیغی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔

قرآن کریم حفظ و ناظرہ اور موقوف علیہ تک درس نظامی کی تعلیمات کا مکمل اہتمام ہے۔

چھ محنتی اساتذہ کی زیرِ نگرانی ساٹھ بیرونی اور تقریباً ڈیڑھ سو مقامی طلبہ استفادہ کر رہے ہیں۔

بیرونی طلبہ کے تمام اخراجات مدرسہ کے ذمہ ہیں۔

اہلِ خیر سے تعاون کی درخواست ہے۔

(مولانا) سید غلام نبی شاہ مہتمم مدرسہ عربیہ حنفیہ سراج العلوم رجسٹرڈ جامع مسجد مدنی جبوڑی (ضلع مانسہرہ)

منظور شدہ محکمہ تعلیم
۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G ۱۶۳۲۱ مورخہ ۲ مئی ۱۹۵۶ء ۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری TBC ۲۲۸۱-۲۲۴ مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۵۶ء
۳) کراچی ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۹/۴۹/ ۲۰۷۶-۲-۹-۵۸ مورخہ ۲۲ اگست ۱۹۵۴ء ۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر ۲۰/GM ۱۵۳۱۰ مورخہ ۳ مارچ ۱۹۶۰ء